ماہنامہ
جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

Monthly JUHD-E-HAQ - June-2018 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر25......شمارہ نمبر06 ...... جون 2018

امن: جمہوریت اور خوشحالی کے لیے ناگزیر

فہرست

پریس ریلیزیں	03
غداری اور بے وفائی	05
خبر کی حرمت کی پامالی	06
الیکشن کمیشن آف پاکستان کی طرف سے جاری کردہ ہدایات کے مطابق	07
یوحنا آباد (کرسچن کالونی) سے غیر آئینی اور غیر قانونی گرفتاریاں	09
انتخابی عقابوں کے حلقوں میں فاختائیں	12
عاصمہ رانی کو شاید ہی انصاف ملے	13
عورتیں	16
بچے	18
فاشزم ماپنے کا بیرومیٹر	19
آبرو کیا ہے؟	20
جبری شادی۔ایک المیہ	21
خودکشی کے واقعات	22
اقدام خودکشی	25
تعلیم	27
صحت	28
قانون نافذ کرنے والے ادارے	30

احمدیوں کی عبادت گاہ کی غارت گری ناقابل قبول ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کو سیالکوٹ میں جماعت احمدیہ کی عبادت گاہ اور ان کے ایک انتہائی تاریخ مقام کی مسماری پر شدید تشویش ہے۔

جماعت احمدیہ کے ترجمان کی طرف سے جاری ہونیوالے ایک بیان کے مطابق، میونسپل کمیٹی کے تقریباً 35 لوگ بدھ کی رات کو حکیم حسام الدین کے گھر آئے اور عمارت کو گرانا شروع کر دیا۔ اور جلد ہی لگ بھگ 600 لوگوں کا مشتعل ہجوم بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا جنہوں نے اطلاعات کے مطابق قریب ہی واقع ایک احمدی عبادت گاہ کو بھی مسمار کیا۔ پریس ریلیز کے مطابق، عمارت تک رسائی کے لیے احمدی برادری کی طرف سے قانونی چارہ جوئی عمل عین درمیان میں تھا کہ انتظامیہ نے عدالت سے اجازت لیے بغیر عمارت کو گرانا شروع کر دیا۔ سیالکوٹ کے میئر، چوہدری توحید اختر نے دعوی کیا ہے کہ گرائی گئی عمارت، 'غیر قانونی تعمیرات' کے زمرے میں آتی تھی اور انتظامیہ اسے گرانے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

آج جاری ہونیوالے ایک بیان میں ایچ آر سی پی نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ واقعے کی جلد از جلد اعلیٰ سطح پر شفاف تحقیقات کی جائے اور ذمہ داروں کے خلاف مئوثر قانونی کاروائی کی جائے۔ 'اصل حقائق کا منظر عام پر آنا بہت ضروری ہے۔ مظلوم احمدی برادری پہلے ہی دھمکیوں اور تشدد کا نشانہ بن رہی ہے: ریاست کو چاہیے کہ وہ جماعت احمدیہ کی عبادت گاہوں اور مذہبی اہمیت کے مقامات کو محفوظ کرنے کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کرے۔ آئین کی رو سے تمام مذہبی اقلیتیں اس تحفظ کی مستحق ہیں اور ہجوم کی حالیہ مبینہ غارت گری کی کسی صورت حمایت نہیں کی جا سکتی'۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 25 مئی 2018]

فاٹا میں لڑکیوں کے اسکولوں پر حملوں کی شفاف تحقیقات کی جائیں

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ شمالی وزیرستان میں لڑکیوں کے اسکولوں پر ہونے والے دو حالیہ حملوں کی تحقیقات کرے۔ میڈیا کی اطلاعات، جن کی ایچ آر سی پی کے آزاد ذرائع نے بھی تصدیق کی ہے، کے مطابق اسکولوں کی عمارتوں کو 7 اور 8 مئی کو ہونے والے دو مختلف بم دھماکوں کے باعث نقصان پہنچا۔ مقامی رہائشیوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ ایک جنگجو گروہ کی جانب سے پمفلٹ تقسیم کیے گئے ہیں جن میں لوگوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ اپنی بالغ بیٹیوں کو اسکول نہ بھیجیں۔ اگرچہ مقامی انتظامیہ ان واقعات کی تصدیق پر رضامند دکھائی نہیں دیتی، تاہم ایچ آر سی پی کے ذرائع ظاہر کرتے ہیں کہ شمالی وزیرستان کے رہائشیوں نے علاقے میں جنگجو گروہوں کے دوبارہ ابھرنے سے متعلق اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔

آج جاری ہونے والے ایک بیان میں ایچ آر سی پی نے ان پیش رفتوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا: ''کمیشن کو یہ جان کر دھچکا لگا ہے کہ علاقہ مکینوں کو کھلے عام دھمکیاں دی جا رہی ہیں کہ وہ اپنی بیٹیوں کو اسکول نہ بھیجیں۔ یہ ریاست کی آئینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ پاکستان کا ہر بچہ اسکول جائے۔ کسی بھی فرد یا گروہ کو انہیں روکنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

''ایسے واقعات فاٹا میں مشکل سے قائم کیے گئے امن میں رکاوٹ کا باعث بنیں گے، خاص طور پر ایک ایسے وقت میں جب اندرونی طور پر بے گھر ہونے والے افراد اپنے گھروں کو واپس لوٹ رہے ہیں۔ ایچ آر سی پی حکام پر زور دیتا ہے کہ لوگوں کے جاننے کے حق کے مفاد میں اور ان کی تکالیف کو کم کرنے کے لیے، صورتحال کی فوری اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کی جائیں اور ان کے حقائق منظر عام پر لائے جائیں''۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 11 مئی 2018]

پی ٹی ایم کی ریلی کے حوالے سے ریاستی حکام کا انتہائی غیر معقول ردعمل کا مظاہرہ

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کو پشتون تحفظ موومنٹ (پی ٹی ایم) کے کارکنوں کے خلاف ریاستی جبر پر انتہائی تشویش ہے۔ پی ٹی ایم نے کراچی میں ایک عوامی جلسے کے انعقاد کا اعلان کیا تھا تاہم جلسے سے محض چند دن قبل سیکیورٹی اداروں نے پی ٹی ایم کے کارکنوں کے خلاف سخت کریک ڈاؤن شروع کر دیا ہے۔ ایچ آر سی پی نے سیکیورٹی اداروں کے اس اقدام کی شدید مذمت کی ہے۔

آج جاری ہونیوالے ایک بیان میں ایچ آر سی پی ایک بار پھر اپنے اس موقف کو دہرایا ہے کہ پرامن اجتماع کرنا پاکستان کے تمام لوگوں کا آئینی حق ہے: ' کمیشن کو ان اطلاعات پر شدید تشویش ہے کہ کراچی یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد سمیت پی ٹی ایم کے 150 سے زائد کارکنوں اور حمایتیوں کو لاپتہ یا گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان میں سے کئی پر ریاست کے خلاف بغاوت کرنے اور دہشت گردی کے مقدمات درج کیے گئے ہیں۔ اگر اس حقیقیت کو مدنظر رکھا جائے کہ آج تک پی ٹی ایم کی جتنی بھی ریلیاں ہوئی ہیں وہ پرامن رہیں، تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ حکام نے طاقت کا جو بے جا استعمال کیا ہے، اس کی ہرگز ضرورت نہیں تھی۔

پی ٹی ایم کے خلاف ریاستی جبر میں ایک بار پھر تیزی دیکھنے میں آئی ہے جو کہ تشویشناک بات ہے۔ منظور پشتین کو لاہور سے کراچی کی پرواز میں سوار ہونے سے روکنے کی کوئی معقول وجہ نہیں تھی۔ انہیں کراچی میں 13 مئی کو پی ٹی ایم کے جلسے میں جانا تھا۔' کمیشن کو یہ جان کر بھی شدید دکھ ہوا ہے کہ ڈیموکریٹک سٹوڈینٹ فیڈریشن کی رہنما نغمہ شیخ کو بھی حراست میں لیا گیا اور زدوکوب بھی کیا گیا۔ ان کے ساتھ یہ قابل مذمت واقعہ اس وقت پیش آیا جب وہ پی ٹی ایم کے جلسے میں شرکت کی غرض سے ایئرپورٹ جا رہی تھیں۔ محترمہ شیخ کا کہنا ہے کہ سکیورٹی اہلکاروں نے ان سے ان کا پاسپورٹ اور پیسے بھی چھین لیے تھے۔ ایچ آر سی پی اس قسم کے مظالم کی مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ عوام کے پرامن اجتماع کے حق میں مداخلت سے گریز کیا جائے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 12 مئی 2018]

جی بی اصلاحات وہاں کے لوگوں کو مکمل شہری کا درجہ نہیں دلا سکیں

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے حکومت گلگت بلتستان (جی بی) آرڈر 2018 پر شدید تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ آرڈر جی بی کے لوگوں کی اس توقع پر پورا نہیں اتر سکا کہ اس کے ذریعے انہیں پاکستان کا مکمل شہری تسلیم کیا جائے گا۔

آج جاری ہونیوالے ایک بیان میں، ایچ آر سی پی نے کہا: 'جی بی کے عوام کو بنیادی آزادیاں دینے کے دعوے کی آڑ میں، جی بی آرڈر نے درحقیقت ان لوگوں سے انجمن سازی اور اظہار کی آزادی کا حق چھین لیا ہے۔ اس آرڈر کی رو سے، گلگت بلتستان کا کوئی بھی باشندہ نہ تو سپریم اپیلٹ کورٹ کا چیف جج بن سکتا ہے اور نہ ہی ان لوگوں کو علاقے کی اندرونی سکیورٹی کے معاملات میں کوئی کردار ادا کرنے کا حق حاصل ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس قانون نے عوام کے تحفظات کو مکمل طور پر نظرانداز کیا ہے حالانکہ جی بی میں عوام کا پرزور مطالبہ کہ وہاں کے لوگوں کے مسائل ان کی خواہشات کو مدنظر رکھ کر حل کیے جائیں۔ بابا جان اور ان کے ساتھیوں کی قید ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ انہیں اپنے بنیادی حقوق کے لیے کھڑا ہونے کی پاداش میں قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑ رہی ہیں۔ یہ۔ جی بی آرڈر میں ایسا کوئی بندوبست نہیں جس سے اس چیز کو یقینی بنایا جا سکے کہ مستقبل میں بابا جان اور ان جیسے دیگر لوگوں کو محفوظ رکھا جا سکے گا۔

'گلگت بلتستان کے لوگ بھی انہی حقوق کے مستحق ہیں جو پاکستان کے دیگر شہریوں کو حاصل ہیں۔ ملک کے آئین کی رو سے، جی بی کے عوام ریاست سے 'وفاداری' کے پابند ہیں نہ کہ جی بی آرڈر یا حکومت کے سربراہ سے۔ اس آرڈر کے ذریعے وزیراعظم کو ملنے والے غیر معمولی اختیارات سے جی بی کو حقیقی معنوں میں ایک صوبے کی حیثیت ملنے میں کسی قسم کی کوئی مدد نہیں ملے گی۔

ایچ آر سی پی نے اپنے اس مطالبے پر ایک بار پھر زور دیا ہے کہ ایسی کسی بھی قسم کی اصلاحات کو بامعنی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ جی بی کے عوام کے ساتھ بھی دیگر صوبوں کے شہریوں جیسا سلوک کیا جائے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 24 مئی 2018]

بلوچستان میں مزدوروں کی زندگی کا تحفظ

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے بلوچستان میں 29 مزدوروں کی ہلاکت پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ 4 مئی کو خاران میں حملہ آوروں نے ایک موبائل فون ٹاور کی تنصیب پر کام کرنے والے مزدوروں کے کیمپ پر اس وقت حملہ کر دیا جب وہ سو رہے تھے۔ حملے کے نتیجے میں چھ مزدور ہلاک ہو گئے۔ 5-6 مئی کے دوران، کانوں میں پیش آنے والے دو مختلف حادثات میں 23 مزدور جاں بحق ہوئے۔ ان میں سے ایک واقعہ ماروار میں پیش آیا جہاں کان میں میتھین گیس بھر جانے کے باعث دھماکا ہوا جبکہ دوسرا واقعہ سورنج میں مٹی کا تودہ گرنے کے باعث پیش آیا۔ دونوں واقعات کے نتیجے میں متعدد کان کن کان میں پھنس گئے۔

پیر کو جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا: 'یہ بات ناقابل قبول ہے کہ مزدوروں کو ان علاقوں میں مناسب سکیورٹی فراہم نہیں کی جاتی جو سیاسی طور پر حساس سمجھے جاتے ہیں اور جہاں ایسے حملوں کا خطرہ موجود رہتا ہے۔ ایسی صورتحال میں مزدوروں کے تحفظ کی ذمہ داری براہ راست طور پر ان کے آجروں پر عائد ہوتی ہے جنہیں اس بات کو یقینی بنانے کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کرنے چاہئیں کہ کسی بھی منتخب کردہ علاقے میں ان کے آپریشن مزدوروں کی زندگیوں کو غیر ضروری خطرے میں نہ ڈالیں۔ جہاں ایسا خطرہ موجود ہو وہاں آجر اپنے ملازمین کو باقاعدہ اور مناسب سکیورٹی فراہم کرنے کے پابند ہیں۔

'علاوہ ازیں، اگر پیشہ ورانہ صحت اور سلامتی کے درست طریق ہائے کار پر عمل درآمد کیا جائے تو کانوں کے حادثات، جیسے کہ میتھین گیس کے دھماکوں اور کانیں دھنس جانے کے واقعات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ ایک ایسے پیشے میں، جو بہترین حالات میں بھی انتہائی مشقت طلب تصور کیا جاتا ہے، مزدوروں کی زندگیوں کو غیر اہم سمجھنا ناقابل قبول ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کام کے مناسب حالات تشکیل دینا اور انہیں برقرار رکھنا۔ جس کے ریاست اور آجر دونوں ہی قانونی طور پر ذمہ دار ہیں۔ بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ کام کے مواقع پیدا کرنا۔'

ایچ آر سی پی نے ریاست اور آجروں پر بھی زور دیا ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ دونوں واقعات میں جاں بحق ہونے والے مزدوروں کے لواحقین کو مناسب معاوضہ ادا کیا جائے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 07 مئی 2018]

بینائی سے محروم افراد کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جائے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے وفاقی وصوبائی حکومتوں سے مطالبہ کیا ہے کہ بینائی سے محروم لوگوں کے جائز مطالبات تسلیم کیے جائیں۔ ان لوگوں نے اپنے مطالبات کے حق میں پچھلے کئی دنوں سے کلمہ چوک پر احتجاجی دھرنا دے رکھا ہے۔ مظاہرین کا مطالبہ ہے کہ حکام خصوصی ضروریات کے حامل افراد کے لیبر حقوق پر سنجیدہ توجہ دے۔ دیگر مطالبات کے علاوہ ان کے اہم مطالبے یہ ہیں کہ بینائی سے محروم جو لوگ مختلف سرکاری محکموں میں دیہاڑی دار مزدور کی حیثیت سے کام کرتے ہیں؛ ان کی ملازمت مستقل کی جائے، ان کے لیے ملازمتوں کے کوٹے پر عمل درآمد کیا جائے اور ملازمتوں کے بہتر مواقع پیدا کیے جائیں۔

آج جاری ہونے والے ایک بیان میں، ایچ آر سی پی نے کہا ہے کہ 'خود کو "مہذب" کہنے والی تمام حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے تمام پسے ہوئے افراد کے حقوق کا تحفظ کریں اور جہاں تک ممکن ہو سکے کوشش کریں کہ یہ لوگ محض اس وجہ سے اپنے بنیادی حقوق سے محروم نہ رہ جائیں کہ وہ کسی معذوری کا شکار ہیں۔ ان کے اہم حقوق میں روزگار تک رسائی کا حق، مناسب اجرت کا حق اور کام کے سازگار حالات کا حق شامل ہیں۔ یہ حقیقت کہ مظاہرین کو احتجاج پر بیٹھے پہلے ہی ایک ہفتہ بیت چکا ہے اور ان کے مطالبات پر توجہ نہیں دی جا رہی، اس بات کا ثبوت ہے کہ ریاست خصوصی ضروریات کے حامل افراد کے ساتھ انتہائی ناروا رویے کا مظاہرہ کر رہی ہے۔

مظاہرین نے یہ بھی کہا ہے کہ یومیہ اجرت پر کام کرنے والے متعدد نابینا افراد کو کئی ماہ سے تنخواہ نہیں دی جا رہی اور یہ کہ خصوصی ضروریات کے حامل افراد کی اسامیوں پر بھرتی نہیں کی جا رہی۔ ایچ آر سی پی کا ریاست سے مطالبہ ہے کہ ان شکایات کا جلد از جلد ازالہ کیا جائے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 18 مئی 2018]

غداری اور بے وفائی

وجاہت مسعود

ایک اچھا صحافی فرمان کے تابع ہوتا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے اپنے عمل سے ہمیں بتایا کہ صحافی کی قوت شامہ ایسی حساس ہونی چاہیے کہ صاحب حکم کی منشا سمجھ سکے۔ کان کی تربیت ایسی ہو کہ لان میں اگتی گھاس کی آواز بھی سن سکے اور آنکھ ایسی عقاب کہ پریس ریلیز اور ٹویٹ میں الجھ کے نہ رہ جائے، اپنے دانہ ہائے رزق پر نظر رکھے۔ ممنوعہ موضوع سے گریز کرے اور جہاں اذن اظہار ملے، ایسی رواں بحر میں غزل کہے کہ نوآموز مطربہ کو گانے میں دقت نہ پیش آئے۔ کسی نے کہا تھا کہ جو سوال پوچھنے کی اجازت نہ ہو، وہی بنیادی سوال ہوتا ہے۔ تاہم اچھے صحافی کو بنیاد پرست نہیں ہونا چاہیے۔ درشن جھروکے پر توجہ دینی چاہیے، جانے کب دے دے صدا کوئی حریم ناز سے۔

1940 میں جرمن فوج نے فرانس پہ قبضہ کر لیا۔ ایک محبِّ وطن حکومت بھی کھڑی کر دی۔ قابض افواج کی طرف سے حکم جاری کیا گیا کہ تمام سرکاری اہلکار حکومت وقت سے تعاون کا حلف اٹھائیں یا سزا بھگتنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ بیشتر نے ضمیر بیچ دیا۔ جنگ کا زمانہ تھا، خوراک کی قلت تھی۔ ضمیر کیا چیز تھی، روٹی کے ٹکڑے پر عصمت دستیاب تھی۔ جنگ زور آوری کا کھیل ہے۔ استاد محترم کہتے تھے کہ جنگ اور قحط سے پناہ مانگنی چاہیے۔ کیونکہ اس دوران اقدار سلامت نہیں رہتیں۔ اعتماد کا بحران پیدا ہو جاتا ہے۔ ہر نیم تاریک گوشے میں خطرہ نظر آتا ہے اور آنکھیں مسلسل سراب دیکھتی ہیں۔ 1944 میں پیرس آزاد ہوا تو جرمن قابض فوجوں کے ساتھ تعاون کرنے والوں کے لئے ایک اصطلاح تراشی گئی Collaborator۔ اس کا ترجمہ شریک جرم نہیں ہو سکتا، اسے غدار بھی نہیں کہہ سکتے۔ سر سے اجتماعی بندوبست کا سایہ اٹھ گیا تو کچھ جان بچانے کو بھاگے اور کچھ طالع آزما ہو گئے۔ عزیز حامد مدنی نے کہا تھا، طلسم خواب زلیخا و دام بردہ فروش/ ہزار طرح کے قصے سفر میں ہوتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ جہاں جنگ ہوتی ہے، کسی نہ کسی کی تجوری میں دولت جمع ہوتی ہے۔ جہاں قحط ہوتا ہے، کہیں نہ کہیں کوئی گودام اناج سے لبالب بھرا ہوتا ہے۔ جہاں زور آوری کی حکومت ہو، قانون کی بالادستی اور دیانت کا سکہ بے قیمت ہو جاتا ہے۔ 2004ء میں جان ڈیوگن نے اس موضوع پر ایک خوبصورت فلم بنائی تھی، Clouds the in Head۔ کبھی دیکھئے گا اور اگر تفہیم میں دقت پیش آئے تو ادارہ جنگ جیو کے مایہ ناز صحافی عبدالرو?ف سے رابطہ کیجیے گا۔ عبدالرو?ف تاریخ، صحافت، ادب اور فلم پر یکساں عبور رکھتے ہیں۔ صحافت پر کاٹھی ڈالنے والوں کو وقت گزرنے کے بعد برا کہنا بہت آسان ہے، کبھی یہ بھی سوچا جائے کہ اہل صحافت نے صحافت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ رکیے، ہماری اردو روایت میں نوحہ ایک خاص مفہوم کے ساتھ داخل ہوا۔ بائبل مقدس میں نوحہ یرمیاہ نبی سے منسوب کیا جاتا ہے۔ I,beheld,and theofbirdstheallandman,nowastherelo, (25:4 Jeremiah) fled. were heavens اقبال نے اپنے رنگ میں یہی شکوہ کیا تھا... قافلہ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں/ گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات۔

اپریل 1949ء میں روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ نے دلی میں اپنے نامہ نگار کے حوالے سے ایک خبر دی، اس پر چھ مئی 1949ء کو سولہ اخبارات نے مشترکہ اداریہ شائع کیا، عنوان تھا،

مغربی پاکستان کے تمام اخبارات کی سنہ **1971** کی فائل دیکھ لیجیے۔ کیا اہل صحافت نے اہل وطن کو مطلع کیا کہ وطن میں خانہ جنگی ہو رہی ہے؟ ہم نے تو ایک سطر میں خبر دی، 'بدقسمتی سے اس اہتمام میں ہتھیار ڈالنا بھی شامل ہے'۔ ایک برس نہیں گزرا تھا کہ ستمبر **1972** میں لندن پلان اور غداری کے الزامات پھر جاگے۔ غداری کا الزام **1974** میں ولی خان اور ان کے **55** ساتھیوں پہ بھی لگایا گیا۔

غداری۔ کلیدی جملہ تھا، 'مذکورہ اخبار نے، ہماری سوچی سمجھی رائے میں، ریاست سے غداری کا ارتکاب کیا ہے... سول اینڈ ملٹری گزٹ کے خلاف تعزیری کارروائی کرنی چاہیئے۔ ضمیر نیازی روایت کرتے تھے کہ اس معاملے پر گفت و شنید کے لئے حمید نظامی، الطاف حسین اور فیض احمد فیض شریک مجلس تھے۔ الطاف حسین گرج رہے تھے، حمید نظامی کا لہجہ مدہم تھا اور فیض مضطرب تھے۔ صرف چراغ حسن حسرت نے یہ اداریہ شائع کرنے میں کچھ مزاحمت کی لیکن ایک روز بعد یہ اداریہ امروز میں بھی شائع ہو گیا۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ بند کر دیا گیا۔ آج یہ فیصلہ کرنا آسان ہے کہ خبر درست تھی یا غلط، لیکن مئی 1949ء میں غداری کا غلغلہ تھا۔ مارچ 1951 میں پنڈی سازش کیس سامنے آیا تو اخبارات نے غداروں کے لئے پھانسی کا مطالبہ کیا۔ مارچ 1954 میں فضل الحق نے مشرقی پاکستان میں 309 ارکان کی اسمبلی میں 300 نشستیں جیت کر حکومت بنائی۔ صرف دو ماہ بعد نیویارک ٹائمز میں شائع ہونے والا ایک انٹرویو فضل الحق کی حکومت کو لے ڈوبا۔ الزام وہی کہ فضل الحق نے غداری کی ہے۔ سات اکتوبر 1958ء کو اسکندر مرزا نے 1956ء کا آئین توڑ ڈالا۔ مارشل لا نافذ کرنے کے حکم نامے کی آخری سطر بامعنی تھی، "جہاں تک غداروں کا تعلق ہے، میں ان سے یہی کہوں گا کہ اگر ممکن ہو تو وہ ملک چھوڑ کر چلے جائیں"... ٹھیک بیس روز بعد ایوب خان نے پستول کی نوک پر اسکندر مرزا کو جلاوطن کر دیا۔ سن کے ستم ظریف نے مجھ کو اٹھا دیا کہ یوں... سیٹھ قاسم کے نولکھا ہار کی کہانیاں بھی دفن ہو گئیں کیونکہ اسکندر مرزا تو جلاوطنی میں ایک ہوٹل کی ملازمت پہ مجبور تھے۔

اپریل 1959ء میں مارشل لا حکومت نے پروگریسو پیپرز لمیٹڈ پہ قبضہ کر لیا۔ جواز یہ کہ پاکستان ٹائمز، امروز اور لیل و نہار سے دفاع، امور خارجہ اور قومی سلامتی کو خطرات لاحق تھے۔ قدرت اللہ شہاب نے بقلم خود لکھا کہ یہ اخبارات 'اپنے ہی گھر میں اجنبی' بن کے رہ گئے تھے۔ محترمہ فاطمہ جناح نے صدارتی انتخاب لڑنے کا فیصلہ کیا تو زیڈ اے سلہری نے "ایوب اور سیاستدان" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی۔ یہ صحافت کے نصاب میں شامل ہونی چاہیے تاکہ طالب علم سیکھ سکیں کہ عالی جاہ کی خوشامد کیسے کی جاتی ہے۔ قائداعظم کے مزار کی آڑ لے کر قوم پہ پتھر کیسے برسائے جاتے ہیں۔ فروری 1968ء کے اخبارات پڑھیے، کیا ہم نے اطلاع دی کہ آرمی چیف یحییٰ خان نے ایوان صدر پہ قبضہ کر کے صدر کو یرغمال بنا لیا ہے؟ ان دنوں اخبارات اگرتلہ سازش کیس سے بھرے تھے کیونکہ مجیب الرحمٰن پر غداری کا الزام تھا۔ مارچ 1969ء میں یحییٰ خان ایوان صدر میں رونق افروز ہو گئے تو ایک صحافی نے لکھا، 'جنرل ایوب خان نے عوام سے چھینے ہوئے حقوق پر اپنی شخصیت کا پرشکوہ محل تعمیر کرنا چاہا لیکن جنرل یحییٰ خاں انتہائی حالات میں، عوام کے بنیادی حقوق عوام کو لوٹانے کے لئے مضطرب نظر آتے ہیں... وہ تو صرف پاکستان کی سالمیت کا امیج سنوارنا اور نکھارنا چاہتے ہیں۔ وہ اس حقیقت کا گہرا شعور رکھتے ہیں کہ حالات نے مارشل لا کو ناگزیر بنا دیا تھا'۔ مغربی پاکستان کے تمام اخبارات کی سنہ 1971 کی فائل دیکھ لیجیے۔ کیا اہل صحافت نے اہل وطن کو مطلع کیا کہ وطن میں خانہ جنگی ہو رہی ہے؟ ہم نے تو ایک سطر میں خبر دی، 'بدقسمتی سے اس اہتمام میں ہتھیار ڈالنا بھی شامل ہے'... ایک برس نہیں گزرا تھا کہ ستمبر 1972 میں لندن پلان اور غداری کے الزامات پھر جاگے۔ غداری کا الزام 1974 میں ولی خان اور ان کے 55 ساتھیوں پہ بھی لگایا گیا۔ ولی خان کے خلاف غداری کا مقدمہ درست تھا یا غلط، جنوری 1978ء میں ضیاالحق نے حیدرآباد ٹربیونل ختم کر دیا۔ جنرل ضیاالحق نے ریاست سے غداری کے ساتھ مذہب دشمنی کا تکملہ بھی بڑھا دیا۔ 1992ء میں ہم نے جناح پور سازش کیس کے نقشے برآمد کیے۔ اس دوران بے نظیر بھٹو اور نواز شریف وقفے وقفے سے سیکورٹی رسک قرار پاتے رہے۔ میموگیٹ اسکینڈل زیادہ پرانی بات نہیں ہے۔ ڈان لیکس میں ہم نے وزیر اطلاعات کو خبر رکوانے میں ناکامی پہ برطرف کیا تھا۔ ہم محض وضع داری میں صحافت کے چند روشن نام گنواتے رہتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ہماری سیاست غداری کی فرد جرم سے عبارت ہے اور ہماری صحافت بے وفائی کا نوحہ ہے۔ ہے اب بھی وقت زاہد، ترمیم زہد کر لے! (بشکریہ: روزنامہ جنگ)

خبر کی حرمت کی پامالی

ڈاکٹر توصیف احمد خان

خبر کی حرمت ہی سے صحافی کا وقار بلند ہوتا ہے، یہی صحافت ہے، اگر خبر میں صداقت نہ ہو اور خبر میں معروضیت کے اصول کو نظر انداز کر کے اپنا ایجنڈا شامل کر دیا جائے تو صحافت کے طالب علموں کے لیے وہ خبر شمار نہیں ہوتی اور پھر جھوٹی کہانیوں کو خبر کی صورت میں پیش کرنے والے افراد کو صحافت کے طالب علم صحافی نہیں سمجھتے۔ صحافت کے نئے ستون سوشل میڈیا پر پیش کیا جانے والے بیشتر مواد خبر کی تعریف پر پورا نہیں اترتا مگر ایک اینکر پرسن نے قصور میں 7 سالہ بچی زینب کے قتل میں ملوث ملزم کو بین الاقوامی گروہ کا رکن ثابت کرنے اور اس کے ملک اور بیرون ممالک 38 سے زائد بینک اکاؤنٹس کا الزام لگا کر اور بچوں کی عریاں تصاویر بنانے والے بین الاقوامی گروہ کا رکن ثابت کر کے زینب قتل کو ایک بڑی سازش قرار دیا۔ اس معاملے میں پنجاب کے کسی وزیر کو بھی ملوث قرار دے کر بین الاقوامی سازش کا انکشاف کیا گیا۔ اب اسٹیٹ بینک اور دیگر اداروں سے تمام حقائق پیش کرنے کے بعد سپریم کورٹ اس معاملے کا کوئی فیصلہ کرے گی تاہم اینکر موصوف اپنی اس خبر کے بارے میں تحقیقات کرنے والی جوائنٹ انویسٹی گیشن ٹیم (J.I.T) کے سامنے پیش نہ ہو کر ثابت کر دیا کہ وہ حقائق کا سامنا نہیں کر سکتے۔

برصغیر میں اخبارات کا ارتقاء 1780ء سے ہوا۔ ایک انگریز جیمس آگسٹ نے پہلا اخبار کلکتہ جنرل ایڈوائز ہکی گزٹ کلکتہ سے شایع کیا۔ ہکی کو اس اخبار کی اشاعت کے لیے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ہکی نے اپنے اخبار کی مختصر مدت میں اسٹیبلشمنٹ اور عدلیہ سے لڑائی لڑی اور مستقبل کے صحافیوں کو اسٹیبلشمنٹ کو چیلنج کرنے کا راستہ دکھایا۔ پھر سماجی کارکن راجہ رام موہن رائے نے انگریز سامراج کے خلاف جدوجہد کا راستہ دکھایا۔ مولانا عبدالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ظفر علی خان نے خبر کی حرمت کے لیے جدوجہد کی ایک نئی تاریخ رقم کی۔ مولانا حسرت موہانی نے خبر کے ذرایع کو ظاہر نہ کر کے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں مگر صحافیوں کے لیے یہ سبق دیا کہ ذرایع کا تحفظ کتنا ضروری ہے۔

پاکستان کے قیام کے بعد جن لوگوں نے خبر کی حرمت کا تحفظ کیا، ان میں فیض احمد فیض، مظہر علی خان، احمد ندیم قاسمی، منہاج برنا، حسین نقی، ظفر عباس اور نثار عثمانی وغیرہ نمایاں رہے۔ الیکٹرونک میڈیا کے آنے کے بعد خبروں کی ترسیل میں آسانی ہوگئی۔ ٹی وی چینلز نے عوام کے جاننے کے حق کو یقینی بنانے کے لیے ایک نئی تاریخ رقم کی مگر بعض ایسے اینکر پرسن بھی ان چینلز کے ذریعے سامنے آئے جو خبر کی معروضیت اور خبر اور تبصرے میں فرق کو محسوس نہیں کرتے تھے۔ ٹی وی چینلز نے ریٹنگ کی جنگ میں ایسے مواد کو بریکنگ نیوز کے نام پر نشر کیا جو کسی صورت خبر کے دائرے میں نہیں آتی تھی۔

سوشل میڈیا جہاں خبر کی نگرانی کا تصور نہیں ہے وہاں سے پیش ہونے والے مواد کو نشر کر کے رائے عامہ کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ بڑے میڈیا ہاؤس نے اپنے مخصوص ایجنڈے کو

> سوشل میڈیا جہاں خبر کی نگرانی کا تصور نہیں ہے وہاں سے پیش ہونے والے مواد کو نشر کر کے رائے عامہ کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ بڑے میڈیا ہاؤس نے اپنے مخصوص ایجنڈے کو عوام کا مسئلہ بنانے کے لیے ایجنڈا جرنلزم کو رائج کیا۔

عوام کا مسئلہ بنانے کے لیے ایجنڈا جرنلزم کو رائج کیا۔ ان میڈیا ہاؤس نے اگرچہ یہ سب کچھ مخصوص مفادات کے تحفظ کے لیے کیا مگر اس سے نہ صرف جمہوری اداروں کو نقصان پہنچنے کا امکان ہوا بلکہ عوام کے سامنے میڈیا کا امیج بری طرح متاثر ہوا۔

ڈاکٹر شاہد مسعود نے ایک فرضی کہانی کو جو سوشل میڈیا پر گشت کر رہی تھی اسے اپنے تجزیے میں شامل کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اپنی اسٹوری کے ذرایع نہیں بتائیں گے۔ سینئر صحافیوں کا کہنا ہے کہ ذرایع کا تحفظ ہر صحافی کی اخلاقی ذمے داری ہے۔ حسرت موہانی سمیت دنیا کے معروف صحافیوں نے خبر کے ذرایع کے تحفظ کے لیے تاریخی قربانیاں دی ہیں مگر ہر صحافی نے اپنی خبر میں شامل مواد کی سچائی کو ثابت کرنے کے لیے جان کی بازی لگا دی، اگر خبر میں شامل مواد غلط ثابت ہوا تو پھر متعلقہ صحافی نے معافی مانگی ہے اور متاثرہ خبر کے ذرایع سے ہمیشہ کے لیے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ سیاسی تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ قصور میں 7 سالہ زینب کے قتل کو بین الاقوامی سازش قرار دینے اور ان معاملات میں دنیا کی مہنگی ترین کرنسی کا ذکر کرنے کے مقاصد کچھ اور ہیں۔

ان کا مقصد جمہوری راستے کو سبوتاژ کرنے اور مقتدرہ قوتوں کے جمہوریت کو سبوتاژ کرنے کے منصوبہ کو مکمل کرنا ہوسکتا ہے۔ پاکستان میں ابھی تک ہتک عزت کے قوانین بہت زیادہ فرسودہ ہیں۔ یہ قوانین انگریزوں نے اس وقت نافذ کیے تھے جب صرف مخصوص تعداد میں اخبارات شایع ہوتے تھے اور عدالتی نظام محدود تھا، مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اخبارات کی تعداد بڑھتی گئی۔ عدالتی نظام پر مقدمات کی بھرمار ہونے لگی۔ ایک عام سے مقدمے کو منطقی انجام تک پہنچنے میں کم از کم 5 سے 10 سال کا عرصہ صرف ہونے لگا۔ نجی شعبے میں ریڈیو اور ٹی وی چینلز کی بھرمار اور سوشل میڈیا کے پھیلاؤ کے باوجود ان قوانین کو بین الاقوامی معیار کے مطابق بہتر نہیں بنایا گیا اور عدالتی نظام میں طوالت کو کم کرنے پر توجہ نہیں دی گئی۔ حکومت بھی الیکٹرونک میڈیا کو کنٹرول کرنے اور ٹی وی چینلز کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے کوئی اہم کردار ادا نہیں کر پائی۔

صحافتی قوانین پر تحقیق کرنے والے میڈیا کے استاد ڈاکٹر عرفان عزیز کا کہنا ہے کہ اخبارات اور الیکٹرونک میڈیا میں شایع اور نشر ہونے والے مواد کے احتساب کے لیے ایک آزاد ادارہ قائم ہونا چاہیے جہاں عام آدمی بھی اپنی شکایات کی داد رسی کر سکے۔ اس ادارے میں ججوں، وکلاء ، اساتذہ اور سول سوسائٹی کے اراکین اور منتخب اراکین کو شامل کیا جانا چاہیے اور یہ ادارہ صحافت کے مسلمہ اصولوں کے تحت میڈیا کا احتساب کرے۔ میڈیا پر تحقیق کرنے والے محقق ڈاکٹر سیف ا? خٹک کا کہنا ہے کہ اینکر پرسن کے احتساب کے لیے میڈیا کے اداروں میں اندورنی طور پر احتساب کا نظام قائم ہونا چاہیے۔

یہ نظام ابتدائی سطح سے اعلیٰ ترین سطح تک ہو اور اس نظام کے ذریعے خبر کی معروضیت، خبر اور تبصرے کے فرق کو یقینی بنانا چاہیے۔ میڈیا ہاؤس کا اندرونی نظام ہی میڈیا کے پیغام کو مؤثر بنانے میں بنیادی کردار ادا کر سکتا ہے۔ پاکستان میں صحافیوں نے آزادء صحافت کے لیے طویل جدوجہد کی اور یہ صحافیوں کی طویل جدوجہد کا ہی ثمر ہے کہ آج صحافی کسی حد تک اپنی بات کہنے میں آزاد ہیں، اگر صحافیوں نے اس حق کے تحفظ کے لیے خود اقدامات نہیں کیے اور دوبارہ ریاستی اداروں نے آزادء صحافت کو ریگولیٹ کرنا شروع کر دیا تو اس سے نہ صرف جمہوری نظام متاثر ہوگا بلکہ میڈیا کی ترقی بھی متاثر ہوگی۔ اس لیے ضروری ہے کہ میڈیا مالکان ،اخبارات کے ایڈیٹر، ٹی وی چینلز کے ڈائریکٹر کنٹرول نیوز اور صحافی منفی صورتحال کی سنگینی کو محسوس کریں اور اندرونی طور پر ایسا خود کار نظام تیار کریں کہ خبر کی حرمت پامال نہ ہو۔ خبر کی حرمت عوام کے جاننے کے حق سے منسلک ہے۔ عوام کا جاننے کا حق جمہوری نظام کے لیے لازمی ہے۔ جمہوری نظام اس ملک کی بقاء اور ترقی کے لیے لازم و ملزوم ہے۔ اس صورتحال میں خبر کی معروضیت کا تحفظ ہر صحافی کی ذمے داری ہے۔

(بشکریہ: ایکسپریس اردو)

الیکشن کمیشن آف پاکستان کی طرف سے جاری کردہ ہدایات کے مطابق

● مبصرین کا کردار اور ذمہ داریاں

1۔ ووٹر کے بیلٹ پیپر پر مہر لگانے کے عمل کے علاوہ تمام انتخابی مراحل کا مشاہدہ کرنا۔

2۔ ووٹنگ کے عمل کے حوالے سے اپنے تمام مشاہدات نوٹ کرنا۔

3۔ پریذائیڈنگ آفیسر اور دیگر پولنگ عملہ سے غیر ضروری بات نہ کریں کہ جس سے ان کے کام میں رکاوٹ نہ ہو۔

4۔ ووٹوں کی گنتی کا مشاہدہ کرنا اور گنتی کے گوشوارے (فارم۔45) اور بیلٹ پیپر اکاؤنٹ (فارم۔46) پر اگر چاہے تو دستخط کرنا۔

مبصر کو چاہیے کہ وہ:	مبصر کو نہیں چاہیے کہ وہ:
● اپنا اجازت نامہ (Accreditation Card) ہر وقت اپنے پاس نمایاں رکھے۔ ● تمام موقعوں۔ مراحل پر غیر جانبداری دکھائے۔ ● پریذائیڈنگ آفیسر یا اسسٹنٹ پریذائیڈنگ آفیسر کے دیئے ہوئے قانونی حکم پر عمل کرے۔ ● سماجی اور مذہبی روایات و اقدار کا خیال رکھے۔ ● اپنے ضابطہ اخلاق کو بغور پڑھے اور اس پر کاربند رہے۔	● بیلٹ پیپرز اور انتخابی فہرست یا کسی بھی انتخابی سامان کو اپنے قبضے میں لے۔ ● پولنگ کے عمل میں مداخلت کرے یا اس پر اثر انداز ہو۔ ● پریذائیڈنگ آفیسر یا دیگر پولنگ عملے کو ڈرائے دھمکائے یا ان کو کوئی ہدایت دے۔

● ہنگامی یا غیر معمولی صورتحال

قانون اور الیکشن کمیشن کی ہدایت کے مطابق کسی بھی عملہ کو کسی امیدوار کے حق میں یا اس کے خلاف کوئی بھی اقدام اٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس طرح کی صورتحال کا نوٹس لیتے ہوئے پریذائیڈنگ آفیسر، متعلقہ ریٹرننگ افسر کو مطلع کرے تاکہ متعلقہ اہلکار کے خلاف ضروری قانونی کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔

نمبر شمار	صورتحال	حل
1	ایک پولنگ اسٹیشن کا ایک اسسٹنٹ پریذائیڈنگ آفیسر مخصوص امیدوار کی جانب سے خصوصی جھکاؤ رکھتا تھا۔ انتخابات کے روز اس نے ووٹرز کو اپنے پسندیدہ امیدوار کی جانب راغب کرنے کی کوشش کی۔	قانون اور الیکشن کمیشن کی ہدایات کے مطابق کسی بھی عملہ کو کسی امیدوار کے حق میں یا اس کے خلاف کوئی بھی اقدام اٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس طرح کی صورتحال کا نوٹس لیتے ہوئے پریذائیڈنگ آفیسر، متعلقہ ریٹننگ افسر کو مطلع کرے تاکہ متعلقہ اہلکار کے خلاف ضروری قانونی کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔
2	طویل مسافت پر واقع گاؤں سے ایک ووٹر کو پولنگ اسٹیشن پہنچنے پر معلوم ہوا کہ وہ اپنا قومی شناختی کارڈ گھر پر ہی بھول آیا ہے۔ اس نے پریذائیڈنگ آفیسر سے درخواست کی کہ اسے ووٹ ڈالنے کی اجازت دی جائے۔ اس کے ساتھ دو افراد موجود تھے۔ جو اس کی شناخت کی تصدیق کر سکتے تھے۔ پریذائیڈنگ آفیسر نے اس کی درخواست سن لی اور اسے ووٹ ڈالنے کی اجازت دینے کا فیصلہ کیا۔	پریذائیڈنگ آفیسر کسی بھی شخص کو جس کے پاس اصل قومی شناختی موجود نہ ہو، ووٹ ڈالنے کی اجازت دینے کا مجاز نہیں ہے۔ قومی شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی قابل قبول نہیں ہے۔
3	پولنگ کے دن ایک پریذائیڈنگ آفیسر نے پولنگ ایجنٹس اور مبصرین کو پولنگ اسٹیشن کی پچھلی طرف تعینات کرنے کا فیصلہ کیا جہاں سے وہ آدھا ہال دیکھ سکتے تھے اور ووٹنگ کا سارا عمل ان کی نگاہوں کے سامنے نہ رہا۔ پریذائیڈنگ آفیسر نے یہ کہہ کر شکایات کا ازالہ کرنے سے انکار کر دیا کہ پولنگ اسٹیشن کے انتظامات اپنی مرضی کے مطابق کرنا اس کا حق ہے۔	الیکشن کمیشن کی ہدایات کے مطابق پولنگ ایجنٹ اور مبصرین کے لیے مناسب جگہ مہیا کرنا پریذائیڈنگ آفیسر کی ذمہ داری ہے تاکہ وہ الیکشن کے عمل کا مشاہدہ کر سکیں اور اس کو شفاف بنانے میں اپنا مثبت کردار ادا سکیں۔
4	پولنگ کے دن پولنگ اسٹیشن پر اسسٹنٹ پریذائیڈنگ آفیسر نے بھی ووٹروں کے ساتھ غیر معمولی خوش اخلاقی اور دوستانہ پن کا اظہار کیا۔ بیلٹ بکس اس کی میز کے بالکل ساتھ رکھا تھا اور جب بھی کوئی ووٹر اپنا ووٹ ڈالنے آتا تو وہ ساتھ ساتھ پوچھتا جاتا کہ وہ کس امیدوار کے حق میں ووٹ دے رہا ہے۔	قانون اور الیکشن کمیشن کی ہدایات کے مطابق ووٹ کی رازداری کو یقینی بنانا انتخابی عملے کے اہم فرائض میں سے ایک ہے۔ ایسا نہ ہونے کی صورت میں اس طرح کی صورتحال کا نوٹس لیتے ہوئے پریذائیڈنگ آفیسر پولنگ کے آزادانہ، غیر جانبدارانہ انعقاد کو یقینی بنائے اور ضرورت پڑنے پر متعلقہ ریٹننگ افسر کو مطلع کرے تاکہ اس کے خلاف ضروری قانونی کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔

ملک میں غیر مسلم رجسٹر ووٹرز کی تعداد میں 30 فیصد اضافہ

اسلام آباد گزشتہ 5 برس کے دوران ملک میں مذہبی اقلیتوں کے رجسٹر ووٹرز کی تعداد میں 30 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔2013 کے عام انتخابات میں اقلیتی ووٹرز کی کل تعداد 27 لاکھ 70 ہزار کے قریب تھی، جواب بڑھ کر 36 لاکھ 30 ہزار ہو چکی ہے، یعنی اس تعداد میں کل 8 لاکھ 60 ہزار رائے دہندگان کا اضافہ ہوا۔ ڈان کو دستیاب سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اقلیتی رجسٹر ووٹرز میں اب بھی ہندو ووٹرز کی تعداد سب سے زیادہ ہے، تاہم 2013 کے برعکس اب ان کی تعداد اقلیتی ووٹرز کی کل تعداد کے نصف کے برابر نہیں۔ واضح رہے 2013 میں ہندو ووٹرز کی تعداد 14 لاکھ کے قریب تھی جبکہ کل اقلیتی ووٹرز کی تعداد 27 لاکھ 70 ہزار تھی، یعنی اقلیتی ووٹرز کی کل تعداد میں نصف سے زیادہ تعداد ہندو ووٹرز پر مشتمل تھی۔ اس کے برعکس اب ہندو رائے دہندگان کی تعداد 17 لاکھ 70 ہزار ہے جس میں سے زیادہ تر کا تعلق سندھ سے ہے اور سندھ کے 2 اضلاع میں کل رجسٹرڈ ووٹرز میں ہندو ووٹر کی تعداد 40 فیصد ہے۔ اسی طرح مسیحی برادری اقلیتی ووٹرز میں دوسرے نمبر پر ہے، جن کی تعداد 16 لاکھ 40 ہزار ہے، جس میں سے 10 لاکھ کے قریب صرف پنجاب جبکہ 2 لاکھ ووٹر سندھ سے تعلق رکھتے ہیں، ہندو ووٹرز کے برعکس 2013 کے مقابلے میں ان کی تعداد میں خاصہ اضافہ دیکھا گیا۔ جبکہ ملک میں احمدی ووٹرز کی کل تعداد ایک لاکھ 61 ہزار 5 سو 5 ہے، جن میں زیادہ تر پنجاب اس کے بعد سندھ اور اسلام آباد سے تعلق رکھتے ہیں، سال 2013 میں احمدی ووٹرز کی تعداد ایک لاکھ 15 ہزار 9 سو 66 تھی۔ اسی طرح سکھ مذہب سے تعلق رکھنے والے اکثریت ووٹرز کا تعلق خیبر پختونخوا اور اس کے بعد سندھ اور پنجاب سے ہے جبکہ وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقے فاٹا میں ان کی تعداد، بلوچستان اور اسلام آباد کی مجموعی تعداد سے زیادہ ہے اور 2013 کے انتخابات میں یہ تعداد 5 ہزار 9 سو 93 ووٹر تھی۔ مزید پڑھیں: انتخابات 2018: کیا نوجوان سیاسی منظر نامے کی تبدیلی میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں؟ دوسری جانب پارسی برادری سے تعلق رکھنے والے ووٹرز کی تعداد بھی 4 ہزار 2 سو 35 افراد ہوگئی ہے جو 2013 میں 3 ہزار 6 سو 50 ووٹر تھی، جس میں زیادہ تر کا تعلق سندھ سے اور اس کے بعد خیبر پختونخوا سے ہے۔ جبکہ بدھ مذہب سے تعلق رکھنے والے رائے دہندگان کی حالیہ تعداد 2013 میں ایک ہزار 4 سو 52 تھی جو اب بڑھ کر ایک ہزار 8 سو 84 ہو چکی ہے، اسی طرح انتخابی فہرستوں میں بہائی برادری کے کل رجسٹرڈ ووٹرز 31 ہزار 5 سو 43 ہیں۔ ڈان کو حاصل دستاویزات کے مطابق حالیہ فہرستوں میں یہودی مذہب سے تعلق رکھنے والے ووٹرز کا کوئی ذکر نہیں جبکہ 2013 میں 8 سو 9 یہودی رائے دہندگان تھے جن میں سے 4 سو 27 خواتین اور 3 سو 82 مرد ووٹرز تھے۔ تاہم ضلعی سطح پر اقلیتی ووٹرز کے اعداد و شمار مرتب کرنا ابھی باقی ہے، 2013 کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق سندھ کے 2 اضلاع عمر کوٹ اور تھر پارکر میں رجسٹر اقلیتی ووٹرز کی تعداد سب سے زیادہ تھی، تھر پارکر میں کل ووٹر کا 46 فیصد جبکہ عمر کوٹ میں 49 فیصد حصہ اقلیتی ووٹرز پر مشتمل تھا۔ تعداد کے لحاظ سے عمر کوٹ میں 3 لاکھ 86 ہزار 342 ووٹرز میں سے ایک لاکھ 79 ہزار 501 ووٹرز اقلیتی برادری سے تھے، اسی طرح تھر پارکر کے 4 لاکھ 73 ہزار 189 ووٹرز میں سے 2 لاکھ 19 ہزار 342 ووٹر غیر مسلم تھے۔ اسی طرح میر پور خاص میں کل رجسٹر ووٹرز کی تعداد 5 لاکھ 90 ہزار 35 تھی جس میں سے ایک لاکھ 92 ہزار 357 غیر مسلم تھے یعنی 33 فیصد جبکہ ٹنڈوالہ یار میں 2 لاکھ 88 ہزار 460 ووٹرز میں سے 26 فیصد یعنی 74 ہزار 954 ووٹرز کا تعلق اقلیتوں سے تھا۔ اعداد و شمار کی تفصیلات کے مطابق ٹنڈو محمد خان میں رجسٹر ووٹرز کی کل تعداد 2 لاکھ 31 ہزار 522 ہے جس میں سے 17 فیصد یعنی 39 ہزار 847 غیر مسلم ووٹرز ہیں، مٹھیاری کے 3 لاکھ 2 ہزار 265 میں سے 81 ہزار 589 ووٹرز اقلیتی برادری سے ہیں۔ ملک میں مرد اور خواتین ووٹرز کے فرق میں اضافہ جبکہ کراچی کے ضلع جنوبی میں ووٹرز کی کل تعداد 10 لاکھ 70 ہزار 321 ہے اور اس میں 8 فیصد غیر مسلم ہیں جن کی تعداد 81 ہزار 589 ہے، اسی طرح گھوٹکی میں 5 لاکھ 71 ہزار 636 میں سے 41 ہزار 31، حیدرا? باد میں 9 لاکھ 28 ہزار 226 میں سے 62 ہزار 243 ووٹرز غیر مسلم ہیں جو کل تعداد کا 7 فیصد ہے۔ مزید یہ کہ پنجاب کے ضلع چنیوٹ میں 2 لاکھ 47 ہزار 827 میں سے 35 ہزار 335 ووٹرز جبکہ لاہور کے 44 لاکھ 24 ہزار 314 ووٹرز میں سے 6 لاکھ 4 ہزار 991 ووٹرز اقلیتی برادری سے ہیں جو کل تعداد کا 6 فیصد حصہ ہیں۔ اسی طرح سندھ کے جامشورو اور کشمور اضلاع میں اقلیتی ووٹرز کی تعداد بالترتیب 18 ہزار 912 اور 17 ہزار 495 ہے، جو کل تعداد کا 3 لاکھ 73 ہزار 97 اور 3 لاکھ 55 ہزار 904 ووٹرز کا 5 فیصد ہے۔

(بشکریہ ڈان اردو)

پاکستان میں 35 لاکھ افراد بے روزگار ہیں

اسلام آباد اقوام متحدہ ڈویلپمنٹ پروگرام (یو این ڈی پی) کی نیشنل ہیومن ڈویلپمنٹ رپورٹ (این ایچ ڈی آر) کے مطابق پاکستان کو ہر سال 13 لاکھ اضافی ملازمتیں پیدا کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ 2035ء تک کام کرنے والے لوگوں کی تعداد حالیہ 40 لاکھ سے بڑھ کر 50 لاکھ تک پہنچ جائے گی۔ سرکاری خبر رساں ادارے اے پی پی کی رپورٹ کے مطابق این ایچ ڈی آر کا کہنا تھا کہ کام کی عمر میں داخل ہونے والے نوجوانوں کی معاشی ضرورت کا بندوبست کرنے کیلئے ملازمتوں کی تعداد میں اضافہ ناگزیر ہے۔ رپورٹ کے مطابق حالیہ افرادی قوت اور بیروزگاری کی شرح اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ پاکستان میں کام کرنے والے عمر کے 35 لاکھ افراد بے روزگار ہیں۔ ان کے مطابق پاکستان کو اگلے پانچ سال کے دوران 45 لاکھ روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر اضافی ملازمتیں پیدا نہیں کی گئیں تو 2050ء تک 4 کروڑ 30 لاکھ افراد بے روزگار ہو سکتے ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ اندازوں کے مطابق پاکستان کو اگلے 30 سالوں تک ہر سال بغیر کسی وقفہ کے کروڑوں ملازمتیں پیدا کرنا ہوں گی۔ یو این ڈی پی نے واضح کیا ہے کہ ملک کے بعض شہری مراکز یا معیشت کا کوئی سیکٹر یہ تمام ملازمتیں پیدا نہیں کر سکتا اور اس کے لیے معیشت کے ہر سیکٹر، ہر شہر، قصبہ اور گاؤں کو اس میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ ان کا کہنا تھا کہ زرعی سیکٹر پاکستان میں روزگار پیدا کرنے کا اہم ذریعہ ہے جس کے ذریعے 42.3 فیصد روزگار پیدا ہو سکتے ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ مینوفیکچرنگ، سروسز انڈسٹری، ٹوارزم میں بھی روزگار کے بے پناہ مواقع پائے جاتے ہیں۔ رپورٹ میں بین الاقوامی لیبر آرگنائزیشن (آئی ایل او) کی رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا گیا کہ پاکستان میں 15 سے 24 سال عمر کے 10.8 فیصد نوجوان بے روزگار ہیں۔

جاں بحق مزدوروں کے لواحقین سراپا احتجاج

شانگلہ 10 مئی 2018 کو کوئلہ کی کان کے حادثے میں جاں بحق ہونے والے مزدوروں کے حقوق کیلئے عوام سڑکوں پر نکل آئے، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر الپوری مین چوک میں سول سوسائٹی نے احتجاجی مظاہرہ کیا، مظاہرے میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مظاہرین نے حالیہ حاثات میں غفلت کے مرتکب افراد کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے اور چیف جسٹس آف پاکستان سے واقعات کا از خود نوٹس لینے کا مطالبہ کیا، مقررین کا کہنا تھا کہ شانگلہ کے محنت کشوں کیلئے پنجاب کے برابر سرکاری معاوضہ دیا جائے، مزدوروں کی رجسٹریشن کر کے ای او بی آئی (EOBI) کارڈ اور بچوں کو مفت تعلیم دی جائے، مزدوروں کیلئے مستقل بنیادوں پر حفاظتی اقدامات کئے جائیں، غیر قانونی کوئلہ کانوں کو بند کیا جائے۔ (روزنامہ ایکسپریس)

یوحنا آباد (کرسچن کالونی) سے غیر آئینی اور غیر قانونی گرفتاریاں

کراچی 11 مئی بروز جمعہ دو خواتین ایچ آر سی پی کراچی آفس آئیں انھوں نے شکایت جمع کروائی کہ گلشن اقبال کے علاقے یوحنا آباد کرسچن کالونی بلاک G-13 میں قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں (LEA) کے لوگوں نے 30 مارچ، 15 اپریل اور پھر 8 مئی کو صبح چار بجے علاقے کا محاصرہ کیا اور کٹر سے تالے اور دروازوں کے کنڈے کاٹ کر گھروں میں داخل ہوئے۔ یہ لوگ خود کو پولیس والا ظاہر کرتے رہے زیادہ تر لوگ سادہ کپڑوں میں ملبوس تھے، دوران کارروائی ان کے ساتھ کوئی لیڈی نہیں تھی، یہ لوگ گھروں میں داخل ہو کر لڑکیوں سے بدتمیزی کرتے، انھیں گندی گالیاں دیتے اور مردوں کو مارتے اور نوجوانوں کو تشدد کرتے ہوئے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں، نہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کہاں اور کیوں لے کر جا رہے ہیں، 30 مارچ اور 15 اپریل کو زبردستی لے جائے جانے والے 10 لڑکوں کے بارے میں کئی روز بعد معلوم ہوا کہ ان کو جیل بھیج دیا گیا ہے، تمام علاقے کے لوگ ذہنی اذیت کا شکار ہیں، 8 مئی کو اٹھائے جانے والے 14 لڑکوں کے بارے میں تا حال کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہیں، مقامی پولیس تعاون نہیں کر رہی۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق سندھ چیپٹر نے اپنی شریک چیئر پرسن عظمیٰ نورانی کی ہدایت پر ایک فیک فائنڈنگ ٹیم تشکیل دی، جس کی سربراہی اسد اقبال بٹ وائس چیئر پرسن سندھ چیپٹر کر رہے تھے، اور ٹیم میں شامل دیگر ممبران میں، عبدالحی، ندا تنویر، سعید بلوچ، شیخ مجید، اور قاضی خضر شامل تھے۔ HRCP کی ٹیم نے مورخہ 13 مئی 2018 کو متاثرین سے رابطہ کیا، اور پھر 14 مئی 2018 کی شب 8 بجے یوحنا آباد کرسچن کالونی، بلاک G - 3 1، گلشن اقبال، کراچی پہنچی۔ علاقے کے لوگ (مرد/خواتین) بڑی تعداد میں مقامی چرچ میں واقع پرائمری اسکول سینٹ جون، کے احاطے میں جمع تھے، فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے جبراً اٹھائے جانے والے لڑکوں کے والدین، بہن بھائیوں، اور دیگر افراد سے ملاقات کی اور ان کے بیانات قلمبند کیے۔

یوحنا آباد کی رہائشی 55 سالہ زرینہ زوجہ یونس مسیح نے ٹیم کو بتایا کہ" 8 مئی 2018 کی صبح تقریباً 6 بجے ہمارے گھر کے دروازے پر زور زور سے دستک ہوئی، ہم گھبرا کر اٹھ بیٹھے باہر سے آواز آرہی تھی کہ دروازہ کھولو ورنہ توڑ دینگے میں نے دروازہ کھولا تو 4 سے 5 نقاب پوش افراد مجھے دھکا دیتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے، ان میں سے دو افراد پولیس یونیفارم میں تھے اور بقیہ سادہ کپڑوں میں ملبوس تھے، وہ تیزی سے کمروں میں گئے اور سوئے ہوئے افراد کی چادریں ہٹاتے جا رہے تھے، بغیر تمیز کے کہ وہ مرد ہے یا عورت

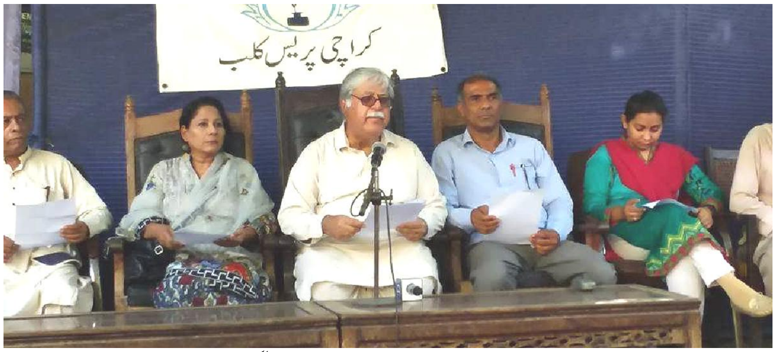

انھوں نے تمام گھر کی تلاشی لی ان کے ساتھ کوئی خاتون اہلکار نہیں تھی، وہ گھر کی چھت پر بھی گئے اور گھر میں موجود تمام مردوں کو مارتے ہوئے صحن میں لا کر لائن میں کھڑا کر دیا، وہ موبائل فون سے مردوں کی تصویریں بناتے جا رہے تھے، اور ایک شخص جوان کے ساتھ تھا اس کو دیکھا رہے تھے، اس شخص کا چہرہ کالے کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا، انھوں نے اس دوران میرے بیٹے کلیم عرف وکی ولد یونس عمر 22 سال، جو کہ مزدوری کرتا ہے اور میرے بیٹے کے سالے فیصل ولد سلیم، عمر 20 سال کو لائن سے نکالا اور مارتے ہوئے اپنے ساتھ لے گئے، اور ہمیں ایک کمرے میں بند کر دیا، میں اور میرا خاوند یونس چلا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تم ہمارے بچوں کو کہاں لے جا رہے ہو، انھوں نے ہمیں گالیاں دیں اور کہا کہ واپس آجائیں گے، ہمارے بچے اب تک نہیں آئے، اور نہ ہی یہ معلوم ہوا کہ ہمارے بچے کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں"۔

ماریہ زوجہ ناہور نے ٹیم کو بتایا کہ 8 مئی کی صبح 5:30 بجے 3 سے 4 سادہ کپڑوں میں ملبوس افراد جو کہ خود کو پولیس والا بتا رہے تھے، ہمارے گھر میں داخل ہوئے گھر کی تلاشی لی، تلاشی کے دوران خواتین کو دھکے دیئے، بدتمیزی کی اور گالیاں بھی دیں، انھوں نے گھر کے مردوں کی تصویریں بنائیں، اور گھر سے باہر لے جا کر کسی کو دیکھائیں، اس روز ہمارے گھر میں میرے بھائی سمیت چار مرد تھے، اس روز میرا 25 سالہ بھائی تنویر ولد منیر اس روز میرے گھر میں سو رہا تھا۔ وہ گلشن اقبال کی یوسی۔ 9 میں سینٹری ورکر ہے۔ وہ گھر کے مردوں سے سوال کر رہے تھے کہ اسلحہ کہاں ہے؟ پھر وہ لوگ میرے بھائی کو مارتے ہوئے اپنے ساتھ لے گئے، ہمیں کچھ نہیں بتایا کہ وہ اسے کہاں اور کیوں لے جا رہے ہیں، جاتے ہوئے وہ اس کا شناختی کارڈ اور موبائل بھی ساتھ لے گئے، میرے بھائی کا تا حال کچھ پتہ نہیں"۔

علاقے کی رہائشی نسرین زوجہ یونس نے ٹیم کو بتایا کہ 15 اپریل 2018 کی صبح چار بجے ان کے گھر کی گرل کا تالا کاٹ کر کچھ لوگ ان کے گھر گھس آئے، وہ سادہ کپڑوں میں تھے، ان کی تعداد ٹھیک سے یاد نہیں مگر وہ سب نشے میں تھے، انھوں نے گھر کی خواتین کو ہاتھ لگائے ان سے بدتمیزی کی اور گالیاں بھی دیں، ان کے ساتھ کوئی خاتون اہلکار نہیں تھی، انھوں نے گھر کے مردوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور گھر کے تمام افراد کی تصویریں بنائیں، اور باہر لے جا کر کسی کو دکھائیں، اور پھر اس کے دو بیٹوں وقار ولد یونس، عمر 23 سال جو کہ شرف آباد یوسی 18- میں ملازم ہے اور آکاش ولد یونس، عمر 17 سال کو اپنے ساتھ لے گئے۔ جاتے ہوئے انھوں نے بتایا کہ انکوائری کے لئے گلشن اقبال تھانے لے جا رہے ہیں، "صبح" جب ہم گلشن اقبال تھانے گئے تو تھانے والوں نے کہا کہ آپ کے بچے ہمارے پاس نہیں ہیں، اور نہ ہی انہیں ہم نے اٹھایا ہے اور نہ ہی ہمیں معلوم ہے کہ وہ کہاں ہیں، اس واقعہ کے ایک ہفتے بعد معلوم ہوا کہ میرے بیٹے جیل میں ہیں، اور ان کے خلاف ناجائز اسلحہ رکھنے کی FIR سائٹ تھانے میں 20 اپریل کو درج کی گئی"۔

علاقے کی رہائشی نسیم بی بی زوجہ سلامت نے ٹیم کو بتایا کہ" میرے گھر سات افراد آئے، میری جوان بیٹی سو رہی تھی وہ ڈر کر اٹھ گئی اس نے ان لوگوں سے پوچھا کہ وہ کون ہیں تو انھوں نے کہا کہ وہ نادرا آفس سے انکوائری کرنے آئے ہیں، اس پر میری بیٹی نے کہا کہ اس وقت کون سا نادرا آفس کھلا ہے، جس پر وہ اسے گالیاں دینے لگے، میرا بھتیجا خرم شہزاد جو کہ داندان ساز ہے اس سے انہوں نے کہا کہ شناختی کارڈ لاؤ وہ شناختی کارڈ لے کر گیا تو پولیس والے اسے اپنے ساتھ لے گئے، اور جاتے ہوئے گھر سے اس کا موبائل فون بھی لے گئے، وہ لوگ جن گاڑیوں میں آئے تھے ان پر پولیس کا نشان یا نمبر پلیٹ نہیں تھیں"۔

گلشن جاوید زوجہ جاوید اقبال نے بتایا کہ وہ یوحنا آباد میں کرائے دار ہے، اس نے گزشتہ چار ماہ قبل یہاں رہائش اختیار کی 8 مئی 2018 کی صبح 5 بجے 8 سے 9 افراد میرے گھر آئے ان

میں سے کچھ لوگ پولیس کی وردی میں تھے، جس پر SPG لکھا ہوا تھا اور کچھ سادہ کپڑوں میں تھے ،اس کا بیٹا 10 سال کا ہے ،اسے اور اس کے خاوند کو وہ لوگ شناخت کے لئے باہر لے گئے ،انھوں نے اس کے خاوند کو شدید تشدد کو نشانہ بنایا اور دھمکی دی۔ ''وہ کہہ رہے تھے کہ سچ سچ بتاؤ کہ بندوق کہاں چھپائی ہے، جاتے ہوئے وہ گھر سے مصنوعی زیور، موبائل اور گھڑی لے گئے''۔

ایچ آر سی پی کی ٹیم سے بات کرتے ہوئے یوحنا آباد کی رہائشی نسیم جان نے بتایا کہ 15 اپریل 2018 کو صبح کے وقت ہمارے گھر میں پولیس اور خفیہ ایجنسی کے لوگ آئے ،اس روز میرے بیٹے گھر پر نہیں تھے ،ایجنسی والوں نے کہا کہ ''جب تک تمھارے بیٹے نہیں آئیں گے تب تک ہم تمھارے گھر سے نہیں جائیں گے''، وہ ہمیں دھمکیاں اور گالیاں دیتے رہے اس کے بعد وہ لوگ کافی دیر تک ہمارے گھر رہے اور پھر چلے گئے اس واقعے کے بعد 8 مئی 2018 کو وہ دوبارہ ہمارے گھر آئے ''میرے شوہر کو گھر سے باہر نکال دیا پھر مجھے اور میری بیٹیوں سے کہا کہ تم لوگ تین لاکھ روپے کا انتظام کر کے رکھو ورنہ تم لوگوں کو نہیں چھوڑیں گے''، پھر وہ لوگ چلے گئے ان کے خوف سے آج بھی میرے بیٹے گھر نہیں آتے ،وہ کہیں اور رہ رہے ہیں، ہم لوگ بہت خوف زدہ ہیں راتوں کو سو نہیں پاتے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی ٹیم نے یوحنا آباد سے جبراً اٹھائے جانے والے سنی کے والد منظور مسیح، وسیم کے والد یونس مسیح (جو کہ ایم کیو ایم کی جانب سے علاقے کے سابقہ کونسلر بھی تھے) کاشف کے والد روبن، سائمن کے والد سرفراز، روبن کے والد سلیم شہزاد اور سومیت کے والد مائیکل سے ملاقات کی۔

انھوں نے ٹیم کو بتایا کہ ان کا ہمارا علاقہ یوحنا آباد (کرسچن کالونی) گلشن اقبال کے بلاک G-13 میں آتا ہے، یہاں کی اکثریت کرسچن ہے، وہ پرامن لوگ ہیں اور گزشتہ کئی دہائیوں سے یہاں کے رہائشی ہیں۔

30 مارچ 2018 گڈ فرائیڈے والے روز صبح 4 بجے پولیس اور سادہ کپڑوں میں ملبوس افراد یوحنا آباد کے گھروں میں زبردستی گھسے ان کے علاقے کے 4 لڑکوں ،شیراز ولد اشرف، مورس ولد ناصر، شہزاد ولد مائیکل، یوشوا ولد مورس کو اپنے ساتھ لے گئے ،اس کے بعد یہ لوگ 15 اپریل 2018 کی صبح 5 بجے پھر آئے اور زبردستی ان کے 6 نوجوان لڑکوں

1: ہریسن ولد سلیم شہزاد

2: سنی ولد منظور مسیح

3: وقار یونس ولد یونس مسیح

4: میل جون ولد آصف رضا مسیح

5: وسیم یونس ولد یونس مسیح

6: آکاش ولد یونس لال، کو گھروں سے مارتے ہوئے اپنے ساتھ لے گئے۔

اٹھائے جانے والے لڑکوں کا کہیں پتہ نہیں چلا۔ وہ مقامی تھانے گلشن اقبال بھی گئے مگر پولیس نے کہا کہ انہیں نہیں معلوم کہ آپ کے بچے کہاں ہیں، تھانے والوں نے ان کی ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کر دیا، واقع کے 6 روز بعد ہمیں پتہ چلا کہ ہمارے بچوں کے خلاف تھانہ سعید آباد اور سائیٹ A، جو کہ ڈسٹرکٹ ویسٹ میں ہے، وہاں FIR درج کر کے جیل بھیج دیا گیا ہے ،یہ اذیت یہیں ختم نہیں ہوئی ، 8 مئی 2018 کی صبح 4:30 کے قریب یہ لوگ (ایجنسی والے) پھر ہمارے علاقے یوحنا آباد آئے ،اس بار بھی آنے والے زیادہ تر سادہ کپڑوں میں تھے ،ان کے ساتھ کوئی لیڈی اہلکار نہیں تھی، یہ زبردستی تالے کاٹ کر ،دیواریں کود کر ہمارے گھروں میں داخل ہوئے ، ہماری خواتین سے بدتمیزی کی ،گالیاں دیں اور تمام مردوں کی تصویریں بنائیں اور کسی سے شناخت کرواتے رہے، پھر ہمارے 14 بے گناہ بچوں

1: فیصل عرف کالا ولد سلیم

2: کلیم مسیح ولد یونس

3: سومیت ولد مائیکل

4: خرم شہزاد ولد نیامت

5: کاشف روبن ولد روبن

6: عمران روبن

7: سائمن ولد سرفراز

8: عامر جاوید عرف ببلو ولد جاوید

9: روبن ولد سلیم شہزاد

10: تنویر منیر ولد منیر

11: امن ناصر عرف بنٹی ولد ناصر مسیح

12: شہر یار تابش ولد ناصر

13: سلمان ولد مشتاق

14: سکندر سیف ولد سیف

کو ہمارے سامنے تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے ساتھ لے گئے ،جاتے ہوئے ان کے شناختی کارڈ، موبائل فون اور موٹر سائیکل بھی ساتھ لے گئے ،جن گاڑیوں پر وہ لوگ آئے وہ بغیر نمبر پلیٹ اور بغیر شناخت والی گاڑیاں تھیں، کاروائی کے فوراً بعد ہم نے آئی جی سندھ اور سندھ رینجرز کو واقع کی اطلاع بذریعہ درخواست دی ،انہوں نے کہا ہمیں بتایا جائے کہ ہمارا کیا قصور ہے کیا ہم اس ملک کے شہری نہیں؟ اگر ہیں تو ہمارے ساتھ امتیازی سلوک کیوں ؟

نسرین زوجہ یونس کے بیٹے آکاش کے خلاف درج FIR کے سلسلے میں پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی ٹیم مورخہ 17 مئی 2018 تھانہ سائیٹ (A) ضلع ویسٹ پہنچی جہاں ٹیم کی ملاقات تھانہ کے SHO سے ہوئی، ان کے کہنے پر ہینڈ کانسٹیبل منشی نصیر احمد نے کیس کی معلومات فراہم کیں، فراہم کردہ معلومات کے مطابق 20 اپریل 2018 رات نو بجے سب انسپکٹر (SI) خادم حسین اپنے ساتھیوں کے ساتھ موبائل میں علاقہ گشت پر تھے کہ نورس کمپنی، منگھو پیر روڈ، بڑا بورڈ سے ایک موٹر سائیکل جو کہ بغیر نمبر پلیٹ تھی آتی نظر آئی جس پر 2 افراد سوار تھے، وسیم یونس ولد یونس مسیح، آکاش ولد یونس لال، روکنے اور تلاشی لینے پر وسیم سے ایک پستول اور 4 گولیاں اور آکاش سے ایک 30 بور پستول 3 گولیاں برآمد ہوئیں ،ان کو گرفتار کر لیا گیا اور اسی روز یعنی 20 اپریل کو ان کے خلاف زیر دفعہ 23(1)A کے تحت FIR نمبر 132/18 درج کر لی گئی، تفتیش کے بعد ملزمان کو جیل بھیج دیا گیا ،متعلقہ کیس کے انویسٹی گیشن آفیسر S.I راجہ ریاض تھانے میں موجود نہیں تھے،(وہ کسی تفتیش کے سلسلے میں شہر سے باہر تھے۔

ٹیم 15 اپریل کو یوحنا آباد سے اٹھائے گئے دیگر افراد کی معلومات کے سلسلے میں تھانہ سعید آباد، بلدیہ ٹاؤن پہنچی۔ ڈیوٹی آفیسر ASI ارشد نے ٹیم کو بتایا کہ تھانے کی حدود کچا رستہ، نزد قبرستان، سیکٹر 12، سعید آباد، بلدیہ ٹاؤن ،کراچی میں عبدالرشید ولد ذوالفقار علی نامی شخص سے چار ملزمان نے 4300 روپے، شناختی کارڈ ،اور موٹر سائیکل کے کاغذات اسلحہ کے زور پر چھینے اور ملزمان وہاں سے بھاگ رہے تھے کہ علاقہ گشت پر مامور ASI صعبت خان نے ملزمان کو گرفتار کر لیا اور ملزمان ، ہریسن ولد سلیم شہزاد مسیح ،سنی ولد منظور مسیح ،وقار یونس ولد یونس مسیح میل جون ولد آصف رضا مسیح کے قبضے سے چھینے گئے 4300 روپے اور مدعی کا شناختی کارڈ ،موٹر سائیکل کے کاغذات اور چاروں ملزمان کے قبضے سے ایک ایک 30 بور پستول بمعہ 3 سے 4 گولیوں کے برآمد ہوئے ، 20 اپریل 12:30 زیر دفعہ 392، 397، 34 اور A(1)23 کے تحت FIR درج کر لی گئی۔ کیس کے سینئر انویسٹی گیشن آفیسر (SIO) پولیس انسپکٹر محمد سعید اس وقت تھانے میں موجود نہیں تھے۔

اس کے بعد HRCP کی ٹیم SP ڈسٹرکٹ ویسٹ کے آفس پہنچی جہاں ان کی ملاقات SP آصف احمد بگھیو سے ہوئی جب ان سے پوچھا گیا کہ 15 اپریل کو یوحنا آباد کے مختلف گھروں سے اٹھائے گئے 6 افراد کو آپ کے علاقے کے دو مختلف تھانوں سعید آباد اور سائیٹ A، میں 20 اپریل کو ہونے والی واردات میں ملوث کر کے 20 تاریخ کو FIR درج کی گئی اس بارے میں وہ کوئی جواب نہ دے سکے، ان کا کہنا تھا کہ آپ بہتر جانتے ہیں، SP ڈسٹرکٹ ویسٹ کا کہنا تھا کہ ہم نے یوحنا آباد میں کوئی کارروائی نہیں کی''۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی ٹیم گلشن اقبال پولیس اسٹیشن (جس کی حدود میں وقوعہ ہوا) پہنچی SHO گلشن اقبال انسپکٹر صفدر مشوانی نے ٹیم کو بتایا کہ ان کے علاقے یوحنا آباد سے

8 مئی کو اٹھائے جانے والے 14افراد کو کس سکیورٹی ایجنسی نے اٹھایا اور کیوں اٹھایا اس کی انہیں کوئی معلومات نہیں، 8 مئی کو یہ کارروائی جس وقت ہوئی ان کے تھانے کو اطلاع نہیں دی گئی ان کا کہنا تھا کہ کارروائی کے بارے میں آج کل کوئی کسی کو نہیں بتا تا ،انھوں نے مزید کہا کہ 8 مئی کو یوحنا آباد سے اٹھائے گئے 14افراد کے بارے میں انہیں کل یعنی 16 مئی کو پتہ چلا ہے کہ ان میں سے ، فیصل عرف کالا ولد سلیم ،کلیم مسیح ولد یونس، سومیت ولد مائیکل، خرم شہزاد نیامت، کاشف روبن ولد روبن، عمران روبن اور سائمن ولد سرفراز کے خلاف تھانہ شیر شاہ میں FIR درج کی گئی --

عامر جاوید عرف بلو ولد جاوید کے خلاف تھانہ سرجانی ٹاؤن میں FIR درج کی گئی ، روبن ولد سلیم شہزاد، تنویر منیر ولد منیر کے خلاف تھانہ مومن آباد میں مقدمہ درج کیا گیا، امن ناصر عرف بٹی ولد ناصر مسیح کے خلاف FIR تھانہ اورنگی ٹاؤن میں کاٹی گئی، شہریار تابش ولد ناصر، سلمان ولد مشتاق کے خلاف تھانہ بلدیہ ٹاؤن میں مقدمہ درج کیا گیا، سکندر سیف ولد سیف کے خلاف تھانہ سعید آباد میں FIR درج کی گئی ، FIR نمبر اور مقدمات کس تاریخ وقت اور دفعات کے تحت بنائے گئے معلوم نہیں ، مزید معلومات کے لئے متعلقہ تھانوں سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کے مشاہدات:

☆ یوحنا آباد ، بلاک G-13، گلشن اقبال سے 30 مارچ سے 8 مئی کے دوران 24 افراد کو اٹھایا گیا۔

☆ جہاں سے لوگوں کو اٹھایا گیا اس علاقے میں زیادہ تر مسیحی آباد ہیں۔

☆ اٹھائے جانے والے تمام لڑکے مسیحی ہیں۔

☆ اٹھائے (گرفتار کئے) گئے 24 لڑکوں کی عمریں 15 سے 30 سال کے درمیان ہیں۔ ان میں سے 3 لڑکے 18 سال سے کم عمر ہیں۔

☆ ایک 15 سالہ بچے کو امتحان سے ایک روز قبل گرفتار کیا گیا جس کی وجہ سے وہ اپنا پیپر بھی نہیں دے سکا۔

☆ یوحنا آباد سے 30 مارچ کو 4 مسیحی لڑکوں کو، 15 اپریل کو 6 لڑکوں کو اور پھر 8 مئی کو 14 لڑکوں کو اٹھایا گیا۔

☆ تینوں بار یوحنا آباد کا محاصرہ صبح 4 سے 5 بجے کے درمیان کیا گیا۔

☆ اغواء کاروں نے خود کو پولیس اہلکار ظاہر کیا۔

☆ گھروں میں دیواریں پھلانگ کر تالے یا کنڈے کاٹ کر داخل ہوئے۔

☆ دوران کارروائی ان کے ساتھ کوئی لیڈی اہلکار نہیں تھیں۔

☆ خواتین کے ساتھ بدتمیزی کی گئی اور انہیں گالیاں دیں۔

☆ مردوں کی تصویریں بنائیں اور انہیں تشدد کا نشانہ بنایا۔

☆ کچھ لوگوں نے کہا کہ ان کے گھروں سے جاتے ہوئے پیسے اور موبائل فون ساتھ لے گئے۔

☆ علاقہ مکینوں نے الزام لگایا کہ آنے والے افراد میں سے کچھ نشے میں تھے۔

☆ گرفتار کئے گئے افراد کو بغیر جرم بتائے اور بنا وارنٹ کے گرفتار کیا گیا۔ اور یہ بھی نہیں بتایا کہ کہاں لے جا رہے ہیں۔

☆ آنے والوں کی گاڑیاں بغیر نمبر پلیٹ اور شناخت کے تھیں۔

☆ لوگوں کا کہنا ہے کہ متعلقہ تھانے (گلشن اقبال) نے اغواء کی FIR درج کرنے سے انکار کیا۔

☆ جس تھانے (گلشن اقبال) کی حدود میں کاروائی ہوئی ان کا کہنا تھا کہ وہ اس کاروائی سے لاعلم ہیں۔ اٹھائے جانے والے افراد کو کس سکیورٹی ایجنسی نے اٹھایا اور کیوں اٹھایا اس کی انہیں معلومات نہیں۔ یہ کاروائی جس وقت کی گئی ان کے تھانے کو اطلاع دی نہیں دی گئی۔

☆ 30 مارچ، 15 اپریل اور 8 مئی کو اٹھائے جانے والے 24 لڑکوں کو ڈسٹرکٹ ایسٹ کے علاقے یوحنا آباد سے اٹھایا گیا۔ (جس کے درجنوں عینی شاہدین موجود ہیں) مگر گرفتاری ڈسٹرکٹ ویسٹ کے 7 مختلف تھانوں میں ظاہر کی گئی۔

☆ متعلقہ تھانوں میں جہاں FIR درج ہوئیں ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے ان ملزمان کو یوحنا آباد سے گرفتار نہیں کیا یہ لوگ 20 اپریل اور پھر 15 مئی کو ڈسٹرکٹ ویسٹ سے گرفتار ہوئے۔

☆ SP ڈسٹرکٹ ویسٹ (آصف احمد بگھیو) نے کہا کہ ہم نے یوحنا آباد میں کوئی کاروائی نہیں کی۔

☆ یہ کیسے ممکن ہے کہ 15 اپریل کو یوحنا آباد سے اٹھائے جانے والے 6 لڑکے 20 اپریل کو ڈسٹرکٹ ویسٹ کے دو مختلف علاقوں سعید آباد اور سائیٹ ایریا میں کاروائی (ڈکیتی / جرم) کرتے ہوئے پکڑے جائیں؟ گرفتار 15 اپریل کو ہوئے اور جرم کر رہے ہیں گرفتاری کے دوران یعنی 20 اپریل کو۔

☆ اسی طرح 8 مئی کو یوحنا آباد سے اٹھائے جانے والے 14 لڑکے ڈسٹرکٹ ویسٹ کے 6 مختلف تھانوں کی حدود میں جرائم کرتے ہوئے 15 مئی کو پکڑے گئے۔ یعنی گرفتار ہوئے 8 مئی کو اور کاروائی (جرم) کر رہے ہیں گرفتاری کے دوران 15 مئی کو۔

☆ یہ صورت حال واضح کرتی ہے کہ ڈسٹرکٹ ایسٹ کے علاقے یوحنا آباد سے مختلف تاریخوں میں اٹھائے جانے والے افراد کو کچھ روز تشدد کا نشانہ بنانے کے بعد ڈسٹرکٹ ویسٹ کے مختلف تھانوں میں دے دیا گیا۔ جہاں ان پر جعلی FIR درج کی گئیں۔

☆ ڈسٹرکٹ ویسٹ کے دو پولیس افسران نے نام نہ بتانے کی شرط پر ایچ آر سی پی کی ٹیم کو بتایا کہ یہ کاروائی (یوحنا آباد میں) I.B نے کی ، اور کچھ روز بعد اٹھائے جانے والے لڑکوں کو ڈسٹرکٹ ویسٹ کے مختلف تھانوں کو دے دیا۔ جہاں پولیس نے ان پر FIR درج کیں۔

☆ اٹھائے جانے والوں میں سے ایک کا (جو کہ ضمانت پر رہا ہو چکا ہے) کہنا ہے" ہمیں اٹھانے والے سادہ کپڑوں میں تھے۔ ہماری آنکھوں پر پٹی باندھی گئی۔ ہمیں تھانوں میں نہیں بلکہ کسی پرائیوٹ جگہ پر رکھا گیا۔ شدید تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ تشدد کے دوران کرنٹ بھی لگایا۔ وہ ہمیں مار دینے کی دھمکیاں دے رہے تھے وہ کہتے کہ تم ڈکیت ہو اور اقرار کرو کہ تم نے ڈکیتیاں کی ہیں میں نے اقرار کیا کہ ہاں میں ڈکیت ہوں پھر کچھ روز بعد انہوں نے مجھے تھانہ سائیٹ (A) کے حوالے کر دیا سائیٹ پولیس اسٹیشن والوں نے ہم دو لڑکوں پر ناجائز اسلحہ اور بغیر کاغذات کے موٹر سائیکل کی FIR درج کر کے ہمیں جیل بھیج دیا"۔

☆ ان کاروائیوں کے بعد علاقے کے لوگ انتہائی خوف زدہ ہیں۔

☆ اس واقعے کے بعد سے علاقے کے نوجوان مسیحی لڑکے اپنے گھروں میں نہیں سو رہے۔

سفارشات:

☆ گرفتاری کے طریقہ کار کو قانونی بنایا جائے۔

☆ گرفتاری کے لئے آنے والے اپنی درست شناخت کروائیں۔ وردی میں ہوں اور جو گاڑیاں استعمال کریں ان پر شناخت کے لئے نمبر پلیٹ (درست) ضرور ہو۔

☆ گھروں میں داخل (کاروائی کرتے) ہوتے وقت خاتون اہلکار کو ساتھ رکھا جائے۔

☆ کاروائی کے دوران اہلکار اپنا رویہ اور طریقہ کار کو مہذب اور قانون کے دائرے میں رکھیں۔

☆ گرفتار کئے جانے والے شخص (ملزم) اور اس کے اہل خانہ کو گرفتاری کی درست وجوہات بتائی جائیں۔

☆ اہل خانہ کو بتایا جائے کہ انہیں (گرفتار شدگان کو) کہاں لے جایا جا رہا ہے اور کہاں رکھا جائے گا۔

☆ گرفتار شدگان کو قانون اور آئین کے مطابق 24 گھنٹوں کے اندر مجاز عدالت کے روبرو پیش کیا جائے تاکہ ملزم کے اہل خانہ اس کے دفاع کے لئے وکیل کر سکیں۔

(قاضی خضر)

(پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق سندھ چیپٹر)

انتخابی عقابوں کے حلقوں میں فاختائیں

حسن مجتبیٰ

کود پڑا آتش نمرود میں عشق ۔۔۔۔

سندھ اور پیارے پاکستان میں انتخاب لڑنا اور اسکی مہم جہاں لاکھوں کروڑوں اور کہیں ایک دو ارب روپوں تک کا کھیل ہے وہاں کچھ سر پھرے اور سر پھریاں ہیں جو ایسی آتش نمرود میں کود پڑے ہیں۔ وڈیروں، سرداروں، بھوتاروں، وزیروں، ادوں اور ادیوں، بڑی پارٹیوں اور عظیم لوٹوں کے جہان میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ بالکل تیرے دوار کھڑا اک جوگی کے مصداق۔

جہاں پر آڈوربیج گاڑیوں کی پچھلی سیٹوں پر بدنام زمانہ باڈی گارڈوں کے ساتھ اجرکوں چادروں کے ڈھیر رکھے ہیں کہ وڈیرے محلے محلے قریے قریے گاؤں گاؤں نکل کر کھڑے ہونے کو ہیں کہ وہ پانچ سال پہلے ہو چکی فوتگیوں کی بھی تعزیتیں کریں گے تو مر گئے ہوئے ڈھور ڈنگر کا بھی افسوس۔ سندھی میں کہتے کہ اگر انتیس کالی راتیں چوروں کی ہوتی ہیں تو ایک رات بھاگیوں یا مالکوں کی بھی ہوتی ہے۔ جمہوریت میں نقصان یہ ہے کہ پانچ سالوں میں ایک دن ووٹروں کا بھی آتا ہے۔ پانچ سالوں سے یہ وکھرے ٹائپ کے گمشدہ اپنے ووٹروں کے پاس واپس ضرور آتے ہیں۔ سوائے بڑے پھنے خانوں اور خان خانانوں کچن کے منشی کا پیغام ہی عام خلق خدا کیلئے ''تھوڑی لکھائی زیادہ سمجھنا'' ہوا کرتا تھا لیکن اب نہ رہا خلیل خان اور نہ ہی رہی اسکی فاختائیں۔

فاختاؤں پر یاد آیا نہ رہی جمہوری تحریکیں

اور نہ رہی جمہوریت کی فاختائیں۔ لیکن ایسے گھاگ انتخابی عقابوں کے حلقوں میں ایسی فاختائیں اپنے پر تولنے لگی ہیں۔ مخالف تند ہواؤں کے برخلاف۔

ایسی ہی ایک فاختہ لاڑکانہ کے ڈوکری باڈہ حلقے میں سابق استاد لیاقت میرانی بھی نکل کر آئے ہیں۔ ہاتھ میں میگا فون پکڑے یہ سفید پوش، محنت کش خاندان کا استاد لیاقت علی محلوں گلیوں بازاروں میں کبھی پیدل تو کبھی تانگے تو کبھی گدھا گاڑی پر اپنی انتخابی مہم چلا رہا ہے۔ ''عوام بھی غریب تو امیدوار بھی غریب'' استاد لیاقت کا مشہور ہو کر چلنے والا نعرہ ہے۔ ''لوگو اب کے بار دھوکے بازوں سے دھوکہ نہ کھانا۔ ان کے جھوٹے وعدوں میں نہ آنا جن وعدوں میں آنے کی وجہ سے تمہارے یہ حالات ہوئے ہیں'' موہن جو دڑو کی سرزمین کا یہ سب سے قدیم ترین باسی قبیلے کا فرد لیاقت میرانی۔ یہ مسکینوں کا ہمدرد ماسٹر کہلانے والا استاد لیاقت علی بھی ڈوکری تو کبھی باڈہ تو کبھی بلہڑیجی۔ یہ ابڑوں، ابڑو، آریجو، اور سب سے طاقتور بھگیو وڈیروں کے حلقے میں کھڑا امیدوار۔ اس کے دوست یار اسکی مہم کے اخراجات اٹھا رہے ہیں۔ یہ ایک ایسے طاقتوروں کے کچے پکے میں انکے ووٹروں کو باغی کر رہا ہے جہاں کہا جاتا ہے آسمان پر خدا نیچے زمین پر خونفاک جنگلی جانور ہیں یا بھوتار وڈیرے سردار۔ لیکن باڈہ اور ڈوکری میں ایک بڑی تعداد متوسط اور محنت کش طبقات سے تعلق رکھنے

سندھ اور پیارے پاکستان میں انتخاب لڑنا اور اسکی مہم جہاں لاکھوں کروڑوں اور کہیں ایک دو ارب روپوں تک کا کھیل ہے وہاں کچھ سر پھرے اور سر پھریاں ہیں جو ایسی آتش نمرود میں کود پڑے ہیں۔ وڈیروں، سرداروں، بھوتاروں، وزیروں، ادوں اور ادیوں، بڑی پارٹیوں اور عظیم لوٹوں کے جہان میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ بالکل تیرے دوار کھڑا اک جوگی کے مصداق۔

والے کل اور آج کے باشعور سیاسی کارکنوں کی بھی ہے۔ ایک طویل فہرست ہے۔ یہاں جہاں چاول کے کارخانوں اور بیڑی باندھنے کے مزدوروں کی یونینیں ضیا کی آمریت میں بھی تھیں۔ اور ایم آر ڈی کی تحریک کا بھی اچھا خاصہ کیڈر تھا، جہاں کے کچھ کامریڈ اب ملامتی صوفی ہیں۔ لیاقت میرانی نے ماضی قریب میں سندھ میں غیر حاضر یا گھوسٹ ٹیچروں کے خلاف بھی بڑی مہم چلائی تھی۔

کل وہ گیریلو گاؤں کے تھانے کے باہر کسی عوامی مسئلے پر دھرنا دیئے ہوئے دیکھا گیا لوگوں کے ساتھ مٹی پر بیٹھا ہوا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ علاقے کا کوئی وڈیرہ اسی طرح علاقے کے لوگوں کے ساتھ مٹی پر بیٹھ کر دکھائے۔ میں استاد لیاقت میرانی کو سندھ کا جے سالک کہوں گا۔

اسی طرح انقلابی گیت کار، لکھاری، پی ٹی وی کا سابق اور معروف پروڈیوسر اور آج کل صوفی بیدل مسرور بدوی بھی کراچی شرقی کے سچل گوٹھ سمیت اس علاقے سے بطور آزاد امیدوار کھڑا ہوا ہے۔ بیدل جو بہت عرصے سے کراچی کے اس متوسط طبقے کی اکثر سندھی آبادی پر مشتمل سچل گوٹھ والے علاقے میں سماجی و فلاحی کاموں میں مصروف رہا ہے۔ جس میں اپنی مدد آپ کے ذریعے علاقے میں چوکیداری سسٹم بھی ہے۔ لیکن کچھ عرصہ قبل بیدل کے اپنے گھر ڈاکہ پڑا اور اس کے کچھ دنوں بعد سندھ میں نوجوانوں اور باشعور لوگوں میں انتہائی عزت سے دیکھے جانیوالے بیدل پر کسی لوفر نے علاقے میں بندوق بھی تانی۔ لیکن بیدل اپنے لوگوں اور سندھ سے ہر قیمت اور حالات میں ثابت قدم رہا۔ پھر وہ تو نے سندھ کھپائی زرداری تحریک ہو کہ سندھ کی تقسیم کے خلاف ادیبوں شاعروں کی تحاریک ہوں۔ بیدل اپنے گیتوں کے مصداق ہے تند لڑے تلواروں سے بنا ہوا ہوتا ہے۔

اسی طرح دارالحکومت اسلام آباد سے عوامی ورکرز پارٹی کی امیدوار عصمت شاہ جہان خٹک امیدوار ہیں۔ جو چائنا کٹنگ اور رقبوں اور ہاؤسنگ سوسائٹیوں والی مافیاؤں کے بیچ تبدیلی لانے کا نعرہ لگا کر نکلی ہیں۔ عصمت شاہجہان عوامی حقوق کی جدوجہد میں بہت ہی چھوٹی عمر سے شامل ہے۔ شاید خیبر پختونخوا میں انیس سو اسی کی دہائی میں آپ نے خواتین کے حقوق کی تنظیم دیوا کا نام سنا ہوگا۔ انہی دنوں میں عصمت شاہ جہان دیوا اور بائیں بازو کی سیاست سے وابستہ رہی۔ اور آج بھی بائیں بازو کی سیاست کر رہی ہے۔ اسلام آباد کے مضافات اور کچی بستوں سے لیکر پوش سیکٹروں میں عصمت نے اپنی مہم جاری رکھی ہوئی ہے۔ عصمت نے اپنی مہم کے اخراجات عوام سے دس روپے چندے سے شروع کر رکھی ہے۔ اسی طرح تھرپارکر میں شاید تلسی بالانی بھی نکلی ہیں۔

میں نہیں کہہ رہا کہ غریبوں کے مسائل کے حل کیلئے ضروری نہیں کہ غریب ہی انکا مسیحا بن کر ابھرے گا۔ کیونکہ اب تک یہ جو عوام دشمن سول یا غیر سول نوکر شاہی یا حکمران بھی بدعنوان نکلے ہیں ان میں کافی کا تعلق غریب خاندانوں سے تھا۔ کئی پولیس عملدار جو وڈیروں چوہدریوں کو پولنگ جتوائیں گے۔

لیکن یہ جو امیر ترین سیاستدان ''آؤ غریب غریب کھیلیں'' کا ناٹک کرتے ہیں، کرتے تھے ان کے ناٹک سوشل میڈیا کے زمانے میں ٹھپ ہونے کو ہیں۔ یہ فاختائیں ان عقابوں کے اسٹیٹس کو کو چیلنج کرتی نظر آ رہی ہیں۔

تو پس عزیز محض زرداری اور بلاول کے گوشوارے تو دیکھو چاہے وہ ان کی اصل ملکیت کا عشر عشیر بھی نہیں بتا رہے۔ میں نہیں جانتا کہ سندھ میں پھر کوئی ایسا شیخ عبدالمجید جیسا مستانہ کب پیدا ہوگا جو پھر سر شاہنواز بھٹو جیسوں کو شکست فاش سے دوچار کرے گا؟ (بشکریہ: روزنامہ جنگ)

عاصمہ رانی کو شاید ہی انصاف ملے

رافعہ ذکریا

عاصمہ رانی میڈیکل کی طالبہ تھی اور چھٹیوں پر آئی ہوئی تھی۔ وہ ایبٹ آباد کے میڈیکل کالج میں زیر تعلیم تھی۔ وہ تیسرے سال میں تھی، اور مکمل طور پر ڈاکٹر بننے میں اسے محض دو سال باقی تھے۔ تصویروں میں مسکراتی عاصمہ کیمرے کی طرف دیکھتی نظر آتی ہے، شرمیلی لیکن پراعتماد اور ساتھ ہی اس وحشت سے بالکل انجان جو کہ اس کی جان لینی والی تھی۔

اس لڑکی کے آخری لمحے، جو کہ ایک وڈیو میں قید ہوئے اور جو سوشل میڈیا پر دیکھی جاسکتی ہے، بہت ہی دہشت ناک ہیں۔ گولی لگنے کی چند گھڑیوں بعد زندگی کی بازی ہار رہی عاصمہ رانی اپنے قاتل مجاہد آفریدی کا نام لیتی ہے، عاصمہ میں جتنی بھی جان باقی تھی، وہ اس نے ان الفاظ کو حلق سے نکالنے میں لگادی۔

ہم جانتے ہیں کہ عاصمہ رانی کو شادی سے انکار کرنے پر گولی ماری گئی تھی اور وڈیو بننے کے بعد چند لمحے ہی زندہ رہی ہوگی۔ اس کی زندگی کا بھی ویسے ہی خاتمہ ہوا جیسے پاکستان کی ان دیگر نوجوان لڑکیوں کا ہوا جنہوں نے مرد کی خواہشوں کے آگے سرخم کرنے سے انکار کیا۔ ایک دن کے اندر، اس کی میت کو لکی مروت میں واقع اس کے آبائی گاؤں میں خالص مردوں کے اجتماع میں رکھا گیا اور پھر دفنا دیا گیا۔

رپورٹس، جو کہ اکثر حسبِ معمول ایسے کسی جرم کے بعد جاری کی جاتی ہیں، کے مطابق پولیس نے واقعے کے بعد علاقے میں چھاپوں کا سلسلہ شروع کردیا ہے۔ مگران چھاپوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ عاصمہ کا قاتل مجاہد آفریدی جو کہ مبینہ طور پر پاکستان تحریک انصاف کے ایک مقامی لیڈر کا رشتہ دار ہے، وہ فرار ہو چکا تھا۔

چند مقامی لوگوں نے دعویٰ کیا کہ آفریدی خلیجی ممالک کی طرف چلا گیا ہے جہاں وہ کاروبار کے سلسلے میں گیا ہے۔ جس کے بعد پولیس افسران نے انکشاف کیا ہے کہ وہ سعودی عرب فرار ہو چکا ہے۔ تادمِ تحریر اس کی تلاش کے حوالے سے ملک کے اندر کسی قسم کی کوششوں اور نہ ہی کسی سعودی افسر کے ساتھ رابطہ کیے جانے کی کوئی خبر موصول ہوئی ہے۔ جہاں پولیس پاکستان کے اندر عورتوں کو مارنے والوں کو پکڑنے میں حسبِ معمول گریز کرتی ہے وہاں شاید ہی بیرون ملک فرار ہونے والے قاتلوں کو پکڑنے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔

بلاشبہ، اگر سزا کے فیصلوں کو یقین اور حقیقت کا ثبوت مانا جائے تو پاکستان میں عورت کا قتل جرم ہی نہیں۔ صرف عاصمہ ہی نہیں کہ جس کا اس کی بھابی کے سامنے کسی قسم کے خوفِ سزا کے بغیر قتل ہوا، کہ ایک آدمی کے ہاتھوں مرنے دیا گیا جو خود کو اس سے شادی کرنے کا حقدار سمجھتا تھا اور انکار کرنے پر سزا دینے کا بھی حقدار بھی خود کو سمجھتا تھا، بلکہ ایسے نہ جاتے کتنے قتل ہو چکے ہیں، اس چھوٹے سے شہر کوہاٹ میں بھی جہاں یہ جرم واقع ہوا۔

کم و بیش ایک سال پہلے، حنا شاہنواز نامی ایم فل گریجوئیٹ کو بھی قتل کردیا گیا تھا۔ حنا اپنے بھائی کی وفات کے بعد اپنی بیوہ ماں اور اپنی بھابھی کا واحد سہارا تھی۔ اس کا قاتل محبوب عالم نامی اس کا کزن تھا، جو بالکل مجاہد آفریدی کی طر؟ح فوری طور پر موقعے سے فرار ہوگیا۔ قتل کی وجہ؟ حنا نے اس سے شادی کرنے سے انکار کردیا تھا اور گھر سے باہر کام کرنے کی جرات کی تھی۔ عالم کو گرفتار کرلیا گیا اور سزا سنائی گئی، لیکن اس قسم کے کیسز میں ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ سزا سے بچ جانے والوں کی تعداد بہت بڑی ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ عاصمہ رانی کو شادی سے انکار کرنے پر گولی ماری گئی تھی اور وڈیو بننے کے بعد چند لمحے ہی زندہ رہی ہوگی۔ اس کی زندگی کا بھی ویسے ہی خاتمہ ہوا جیسے پاکستان کی ان دیگر نوجوان لڑکیوں کا ہوا جنہوں نے مرد کی خواہشوں کے آگے سرخم کرنے سے انکار کیا۔ ایک دن کے اندر، اس کی میت کو لکی مروت میں واقع اس کے آبائی گاؤں میں خالص مردوں کے اجتماع میں رکھا گیا اور پھر دفنا دیا گیا۔

پھر دو سال بعد مزید دو قتل ہوئے اور دو عورتوں کو چپ کروا دیا گیا، ان کی صلاحیتوں اور ان کے مستقبل کو مردوں نے صفِ ہستی سے مٹا دیا، جو ایک ایسے معاشرے پلے بڑے تھے جو یہ مانتا ہے کہ عورتیں اُنہیں کبھی کسی چیز کا انکار کرنے کا حق نہیں رکھ سکتیں۔ حالانکہ جہاں ملکی اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا پر ایک معصوم کم عمر لڑکی کی موت پر غم و غصہ چھایا ہوا ہے، وہاں چند ہی ایسے ہیں جنہوں نے رُک کر معاشرے کے مجرمانہ رویوں پر دھیان دلوانے کی کوشش کی ہے، وہی معاشرہ جو پدرشاہی پر یقین رکھتا ہے اور فروغ دیتا ہے۔

ملک کے مرد پدرشاہی کی اس اہم سوچ میں یقین رکھتے ہیں کہ کوئی بھی، خاص طور پر کوئی عورت، انہیں کسی بھی چیز کا انکار نہیں کرسکتی، اسی سوچ کی وجہ سے خواتین اور بچوں کے خلاف ہونے والی مجرمانہ کارروائیوں کو تقویت ملتی ہے۔

عاصمہ رانی کے بھیانک اور دہشت ناک قتل کے واقعے اور اس کے زندگی کے آخری لمحوں میں بنی وہ دہشت سے بھری وڈیو کے باوجود، یقیناً کئی ایسے افراد ضرور ہوں گے جو ظلم کا شکار یعنی لڑکی کو ہی ایسے واقعات کا ذمہ دار قرار دیں گے، وہ لڑکی جو پڑھنے کے لیے دوسرے شہر جاتی ہے، ایک لڑکی جو ایک مرد کو انکار کرتی ہے، پاکستان میں رہنے والی، وہ لڑکی جو اپنے ظلم کا خود ذمہ دار قرار دی جاتی ہے، وہ لڑکی جو مجرم ہے۔ عاصمہ رانی اور حنا شاہنواز کو قتل کردیا گیا، لیکن وہ جو بچ گئی ہیں وہ بھی کرب کی زندگی گزارتی ہیں، معاشرے کی زندہ لاشوں کی طرح، وہ معاشرہ جوان کے حقوق، ان کی مرضی اور ان کے انکار کے حق کو تسلیم نہیں کرتا۔

اسی لیے، زینب ہو، حنا ہو یا قتل ہونے والی دیگر خواتین اور وہ جنہیں ابھی قتل کیا جانا باقی ہے، ان کو انصاف کی کوئی امید نہیں۔ پولیس ہاتھ پیر مارے گی، سیاستدان بیچ میں آئیں اور کچھ نہیں بدلے گا۔ خیبر پختونخوا اسمبلی میں 'قتل کی مذمتی' قرارداد منظور ہو چکی ہے؛ دو چار شاید اور بھی ہوں۔ جھوٹے دلاسے دیے جائیں گے، اور چند مرد یہ دکھاوا کریں گے کہ انہیں خواتین کے اس تازہ ترین استحصال پر افسوس ہے۔ کچھ بھی غیر معمولی نہیں ہوگا، انصاف کی فراہمی اور مجرموں کو عبرتناک انجام تک پہنچانے کے لیے کسی قسم کے ٹھوس اقدامات نہیں کیے جائیں گے۔

2018ء کے پاکستان میں، تبدیلی کی امید مشکل ہی نظر آتی ہے۔ عورتوں کے قاتلوں کو شاید ہی کبھی عبرت کا نشانہ بنایا جاتا ہو بلکہ سزاؤں سے بچ جاتے ہیں اور نہ ہی ان کی رسوائی ہوتی ہے۔ اس سے دیگر ان مردوں کو کیا پیغام جاتا ہے جو انکار کرنے والی خواتین کو برداشت نہیں کر پاتے۔ البتہ ہمیشہ سے خواتین کو ہی اس معاشرے میں قیمت چکانی ہوتی ہے، وہ معاشرہ جہاں ان کی آوازوں یا ان کی خواہشات کی کوئی جگہ نہیں۔

جہاں دنیا میں خواتین کو ہراساں، ان کا استحصال یا بے عزت والے مردوں کے خلاف زبردست انداز میں مہمات چلائی جاتی ہیں وہیں پاکستان میں ان کی معمولی انسانی حیثیت اور ان کے وقار سے انکار پر ہی فوقیت دی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے عاصمہ رانی ماری گئی۔ کوئی دوسرا ملک ہوتا تو یہ واقعہ ایک الم ناک سانحہ ہوتا مگر پاکستان میں یہ تو ایک معمول کا واقعہ ہے، کیا کیجئے، یہاں وہی سب ہوتا ہے جو مرد چاہتے ہیں۔

(بشکریہ: روزنامہ مشرق)

جبری گمشدگیوں کے خلاف بھوک ہڑتال

کراچی سندھ میں شہریوں کی جبری گمشدیوں کے خلاف متاثرہ خاندانوں کے افراد سمیت مختلف سیاسی جماعتوں اورانسانی حقوق کی تنظیموں نے کراچی پریس کلب کے باہر بھوک ہڑتال کی۔وائس فارمسنگ پرسنز کی رہنما صورت لوہار نے دعویٰ کیا کہ 'صوبے بھر سے 60افراد لاپتہ ہوگئے ہیں اوران کے حوالے سے کچھ معلوم نہیں ہے'۔ان کا کہنا تھا کہ کراچی پریس کلب کے باہر سے قانون نافذکرنے والے افراد نے بھوک ہڑتال کیے ہوئے چارشہریوں کواٹھالیا ہےاورقانون نافذکرنے والے اہلکاروں میں چندافرادسادہ لباس تھے۔گرفتارافراد کی شناخت زاہد بگٹی ، جانی پنہور،الطاف شاہ اوراسحٰق منگریوں کے نام سے ہوئی۔ایس ایس پی کراچی جنوبی سرفرازنواز شیخ کا کہنا تھا کہ پولیس نے کراچی پریس کلب کے باہر سے کسی بھی فردکوگرفتارنہیں کیا۔دوسری جانب ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان اوردیگرقوم پرست تنظیموں سمیت سندھی ادبی سنگت،عوامی جمہوری پارٹی اوردیگر نے بھی بھوک ہڑتال کی حمایت کی ہے۔

(بشکریہ ڈان)

آئی ڈی پیز نے واپسی کا فیصلہ بنیادی سہولیات کی فراہمی سے مشروط کردیا

پشاور پاکستان کے قبائلی علاقوں سے بےگھر ہونے والے متاثرین (آئی ڈی پیز) نے پشاور کے نواحی علاقے میں کاروباری مصروفیات شروع کردیں تاہم ان کا کہنا ہے کہ جب تک خیبرایجنسی میں بنیادی سہولیات فراہم نہیں کی جائیں گی تب تک واپس نہیں جائیں گے۔آئی ڈی پیز نے باڑہ تحصیل سے متصل 2 علاقوں سنگو اور بٹا تھل میں باڑابرساتی نالے کے پاس روزگار کے حصول کے لیے کچی دکانیں بنالی ہیں اور ہرسال برسات کے باعث نالے میں سیلابی کیفیت کے باعث کئی لوگ متاثر ہوتے ہیں لیکن بظاہران کے پاس کوئی دوسراحل موجودنہیں ہے۔بازار بےہنگم انداز میں مسلسل مختلف سمت میں بڑھ رہاہےاور انتہائی بدتر حالت میں ہے تاہم مذکورہ بازار میں ضروریات زندگی کی ہرچیزمل سکتی ہے۔باڑابازار بند ہونے کے بعد متعدد گاؤں کے رہائشیوں کو پشاورشہر میں خریدوخروخت کے لیے جانا پڑتا تھا تاہم بٹا تھل میں بازار کی وجہ سے لوگوں کو بہت سہولت ہے۔اس حوالے سے دوکانداروں نے بتایا کہ لکڑی کی چھوٹی سی دکان کے لیے جگہ کا کرایہ 5 ہزارروپے ہے۔پیاز بیچنے والے ایک شخص گل رسول نے بتایا کہ باڑابازار میں پولٹری فارم کا کاروبار شروع کیا لیکن دہشت گردوں کے خلاف آپریشن شروع ہونے کے بعد سب کچھ ادھر رہا گیا اور 8 سال قبل اپنے اہل خانہ کے ہمراہ علاقہ چھوڑ دیا۔ایک اورتاجر ردید سنگھ نے بتایا کہ بیشتر سکھ پشاورشہر میں منتقل ہوگئے ہیں اور خیبرقبائلی علاقوں میں واپس جانے پرراضی نہیں ہیں۔انہوں نے بتایا کہ پشاورشہر میں رہناان کی مجبوری ہے اورواپس جاکراپنی اوراپنے اہل خانہ کی زندگی کوخطرے میں نہیں ڈال سکتے۔ان کا کہنا تھا کہ'ان کا کاروبار برباد ہوگیا اورلاکھوں روپے کا نقصان ہوالیکن اب کوئی پوچھنے والانہیں ہے'۔متعددلوگوں نے خیبرایجنسی میں امن وامان کے حوالے اپنے تحفظات کا اظہار کیا۔ان کا کہنا تھا کہ حکومت متاثرہ علاقوں میں بحالی کے کاموں کے لیے مکمل ریلیف پیکج کا اعلان کرنے سے گریزاں ہے۔انہوں نے شکایت کی کہ اپنے علاقوں میں واپس نہ جانے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ وہاں پینے کا صاف پانی اورتعلیم سمیت بجلی کی سہولیات موجودنہیں ہے۔وفاق کے زیرانتظام قبائلے علاقے (فاٹا) کے پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) کے رہنما محمد اقبال آفریدی نے بتایا کہ 60 فیصد آئی ڈی پیزاپنے گھروں کوواپس لوٹ گئے ہیں جبکہ دیگرمعاوضے کے انتظار میں ہیں۔انہوں نے واضح کیا کہ حکومت کومتاثرہ علاقے میں ہونے والے نقصان کا جائزہ لینے کے لیے دوبارہ سروے کرنے کی ضرورت ہے ورنہ لوگ واپس نہیں جائیں گے۔ان کا کہنا تھا کہ'وہاں تاحال تعلیم اورصحت کی بنیادی سہولیات میسرنہیں ہیں اور پینے کا صاف پانی اور بجلی کی عدم موجودگی کے باعث لوگ سخت پریشان ہیں'۔

(بشکریہ ڈان)

اے این پی کے رہنماء سبزعلی خان قاتلانہ حملے میں جاں بحق

مردان 25 مئی 2018 کوساولڈھیر میں اے این پی کی ضلعی کونسل تنظیم کے رکن سبزعلی خان قاتلانہ حملے میں جاں بحق ہوگئے،سماجی اوراے این پی کے ضلعی کونسل کے رکن سبزعلی خان جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات اپنے گاؤں ساولڈھیر میں رشتہ داروں کے گھر سے واپس آرہے تھے کہ راستے میں نامعلوم ملزمان نے ان کی گاڑی پرفائرنگ کی جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہوگئے اورہسپتال لے جاتے ہوئے وہ راستے ہی میں زخمیوں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہوگئے،پولیس نے مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی۔

(روزنامہ آج)

نوجوان کولاپتہ کئے جانے کے خلاف سومرو برادری کا مظاہرہ

حیدرآباد 14 اپریل کوقاسم آباد سے نوجوان عبداللہ سومروکوگرفتارکرکے لاپتہ کئے جانے کے خلاف علاقے کے لوگوں اوررشتہ داروں نے حیدرآباد پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔اس موقع پرلاپتہ نوجوان کے والد رحیم سومرو نے اعلیٰ حکام سے اپیل کی کہ اس کے گرفتار نوجوان بیٹے عبداللہ کوظاہرکرکے سومرو برادری میں پائی جانے والے بےچینی ختم کی جائے اگرگرفتاری ظاہرنہ کی گئی توسندھ بھر میں احتجاج کیا جائے گا۔انہوں نے بتایا کہ اس کا بیٹا عبداللہ نسلیم نگر مین ایک ہوٹل پربیٹھا ہوا تھا کہ اس دوران ایک گاڑی میں سوار سادہ کپڑوں میں ملبوس نامعلوم اہلکاراسے حیسن آباد تھانے کی موبائل گاڑی میں بٹھا کراپنے ساتھ لے گئے جس کے بعد گاؤں کے لوگ حسین آباد تھانے پہنچے تو وہاں وہ موجودنہیں تھا اورنہ ہی پولیس اس کی گرفتاری ظاہر کررہی ہے اورہم شہر کے تمام تھانوں میں گئے لیکن کسی بھی تھانے میں عبداللہ نہیں تھا۔

(لالہ عبدالحلیم)

قاتلوں کی عدم گرفتاری کے خلاف مظاہرہ

حیدرآباد 15 اپریل کوحیدرآباد کے علاقے حسین آباد کے رہائشی سولنگی برادری کے افراد نے چھ سال قبل قتل ہونے والے پانچ بھائیوں کے قاتلوں کواب تک گرفتار نہ کرنے اور ورثاء کوانصاف نہ ملنے کے خلاف مقتولین کی برسی کے موقع پرحیدرآباد پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔اس موقع پرمقتول پانچ بھائیوں کے ورثاء عثمان سولنگی،اے ڈی سولنگی،اورمحمد علی سولنگی سمیت دیگر نے ایچ آرسی پی کو بتایا کہ ہم مقتول بھائیوں کے ورثاء گزشتہ پانچ سالوں سے اپنے پیاروں کے قتل میں ملوث ملزمان کوسزادلانے کے لیے احتجاج کررہے ہیں اوردرجنوں پریس کانفرنس بھی کرچکے ہیں لیکن ہمیں اب تک انصاف نہیں ملا،اس حوالے سے ہم نے سندھ کے سابق وزیراعلیٰ قائم علی شاہ سے بھی ملاقات کی انہوں نے ہمیں انصاف فراہم کرنے کی یقین دہانی کرائی لیکن عمل نہیں ہوا۔انہوں نے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا کہ ملزمان کوگرفتارکرکے سزائیں دی جائیں اورورثاء کوانصاف فراہم کیا جائے۔

(لالہ عبدالحلیم)

میڈیا کی آزادی محدود کرنے کی کوششوں پر اظہار تشویش

کراچی کونسل آف پاکستان نیوز پیپر (سی پی این ای) نے ملک میں آزادی اظہارِ رائے پر قدغن لگانے کی کوششوں، بالخصوص اخبارات کی ترسیل میں حائل رکاوٹوں اور چینلز کی نشریات کے تعطل پر اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے۔اس حوالے سے سی پی این ای کے صدر عارف نظامانی اور سیکریٹری جبار خٹک نے مشترکہ طور پر ایک بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ سی پی این ای ذرائع ابلاغ کی آزادی پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرے گی، اس طرح کی کارروائیاں آزادی اظہارِ رائے اور آزاد ذرائع ابلاغ کے اوپر حملہ تصور کی جائیں گی۔ بیان میں مزید کہا گیا کہ سرکاری و غیر سرکاری، سیاسی و غیر سیاسی اور مذہبی تنظیمیں ذرائع ابلاغ کی آزادی پر حملوں کی ذمہ دار ہیں۔سی پی این ای کے عہدیداران کا کہنا تھا کہ ابلاغ عامہ کے اداروں اور صحافیوں کو ہمیشہ سے اغوا، حراست، حتیٰ کے قتل کیے جانے کے خطروں کا سامنا رہا ہے، لیکن اب اتنی سنگین مجرمانہ دھمکیاں دی جاتی ہیں کہ کوئی میڈیا ہاؤس اور صحافی اسکی شکایت کرنے کی بھی جرات نہیں کرتا۔انہوں نے کہا کہ رپورٹنگ پر عائد کی جانے والی پابندیاں اخبارات اور نیوز چینلز کے لیے مشکلات کا باعث بن رہی ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ سیاستدانوں میں عدم برداشت اور اشتعال انگیز بیانات صحافیوں کو اپنے فرائض کی ادائیگی سے روکتے ہیں۔ دونوں عہدیداران کا کہنا تھا کہ قومی تعمیر و ترقی کے لیے آزاد ذرائع ابلاغ بہت اہم ہیں خاص کر ایسے وقت میں جب قوم آئندہ عام انتخابات کی تیاری کر رہی ہے۔

(بشکریہ ڈان)

27 مئی، کوئٹہ: '2017ء میں انسانی حقوق کی صورتحال' کا اجراء کیا گیا

ہزارہ برداری کے 3 ہزار افراد قتل ہوئے

اسلام آباد سرکاری اعداد و شمار کے مطابق 11 ستمبر 2011 کے بعد سے اب تک ہزارہ برداری سے تعلق رکھنے والے 3 ہزار سے زائد افراد قتل ہوئے۔ادھر غیر سرکاری ذرائع نے ہلاک شدگان کی تعداد 4 ہزار بتائی ہے، تاہم یہ واضح ہے کہ تمام جاں بحق ہونے والے افراد مرد تھے۔وکیل اور سماجی کارکن جلیلا حیدر نے سینیٹ فنکشنل کمیٹی برائے انسانی حقوق کو آگاہ کیا کہ ہزارہ برداری کے 10 ہزار خواتین اور بچوں کی محدود آزادیِ اظہار اور نقل و حرکت کے باعث زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔انہوں نے کمیٹی سے مطالبہ کیا کہ ہزارہ برداری کے افراد کی قتل و غارت کے معاملے پر سنجیدہ رویہ اختیار کریں۔جلیلا حیدر نے بتایا کہ '90 ہزار سے زائد ہزارہ برداری پر مشتمل خاندان ملک کے دوسرے حصہ میں ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے اور مشکل ترین زندگی گزار رہے ہیں۔اس حوالے سے انہوں نے الزام لگایا کہ بلوچستان حکومت نے ہزارہ برداری کے تحفظ میں کلیدی کردار ادا کرنے میں ناکام رہی۔ان کا کہنا تھا کہ 'ملک میں قانون کی پاسداری نہیں رہی، ہم سے غلط بیانی کی گئی، ہزارہ خواتین کو ہراساں کیا جاتا ہے اور بچوں کی زندگی کی کوئی سیکیورٹی نہیں ہے'۔سماجی کارکن نے بتایا کہ 'ہزارہ برادری کے افراد بیگار کیمپ جیسی زندگی گزار رہے ہیں'۔کمیٹی ممبر اور حکومتی عہدیدار جلیلا حیدر کی باتیں خاموشی سے سنتے رہے جبکہ ایڈیشنل انسپکٹر جنرل (اے آئی جی) جہانزیب جنگوزئی نے کمیٹی کے سامنے جلیلا حیدر کی باتوں کی تائید کی۔اے آئی جی کا کہنا تھا کہ 'ہزارہ برداری کے لوگ خوفزدہ ہو کر اپنے گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں تاہم ہم ان کے تحفظ کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں'۔فرنٹیئر کور (ایف سی) کے لفٹیننٹ کرنل بلال حیدر نے کمیٹی کو بتایا کہ سیکیورٹی فورسز فرقہ پرستی پر مشتمل فیتھ جنریشن کے خلاف جنگ لڑ رہی ہے۔انہوں نے بتایا کہ 'ایف سی ہزارہ برادری کی حفاظت کے لئے ہر ممکن اقدامات بروکار لا رہی ہے، سرحدوں پر مزید اہلکاروں کو تعینات کیا جا چکا ہے تاکہ ہزارہ برادری کے افراد کی ٹارگیٹ کلنگ روکی جا سکے، ہزارہ برادری پر حملوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ 2012 کے بعد ہوا۔

(بشکریہ ڈان)

مکان میں آتشزدگی افراد 8 جاں بحق

کراچی کراچی کے علاقے بلدیہ ٹاؤن میں واقع ملنگ گوٹھ میں ایک مکان میں آتشزدگی سے ماں اور بچوں سمیت 8 افراد جھلس کر جاں بحق جبکہ 2 زخمی ہوگئے۔ بلدیہ ٹاؤن کے علاقے ملنگ گوٹھ کے ایک مکان میں آگ لگنے کی اطلاع ملنے پر فائر بریگیڈ کی گاڑی موقع پر پہنچی اور آگ پر قابو پانے کی کوشش کی تاہم اُس وقت تک آگ کے باعث 4 افراد جھلس کر ہلاک ہو چکے تھے۔ دیگر 3 افراد نے ہسپتال جاتے ہوئے راستے میں دم توڑا جبکہ ایک خاتون نے ہسپتال میں دوران علاج دم توڑا، آگ سے جھلسنے والے دیگر 2 افراد سول ہسپتال کے برنس وارڈ میں زیر علاج ہیں۔ واقعے میں ہلاک ہونے والوں کی شناخت گلزارہ بی بی، نازیہ، ظفر، نائلہ، ریحان، رقیہ، طیب اور اقصیٰ کے نام سے ہوئی ہے جبکہ زخمیوں میں ساجد اور سائیں داد شامل ہیں۔ پولیس کے مطابق واقعے میں 3 بیٹیاں، 4 بیٹے اور والدہ جاں بحق ہوئیں۔ متاثرہ گھر کے پڑوسی نے بتایا کہ جب تک وہ مکان میں موجود افراد کو بچانے کے لیے کوششوں کا آغاز کرتے، اُس وقت تک پورے مکان میں آگ پھیل چکی تھی۔ پولیس کے مطابق مکان میں آگ بچوں کی والدہ گلزارہ بی بی نے لگائی تھی، جو خود بھی جھلس کر جاں بحق ہوگئیں۔ واقعے میں بچ جانے والے زخمی ساجد نے پولیس کو دیئے جانے والے ویڈیو بیان میں بتایا کہ جب کمرے میں آگ لگی تو وہ سب ایک کمرے میں جبکہ ان کے والد باہر سو رہے تھے، اسی وجہ سے وہ بچ گئے۔ ساجد کے مطابق ان کی والدہ کا ذہنی توازن درست نہیں تھا اور 2 سال سے زیر علاج ہیں۔ بعد ازاں بلدیہ ٹاؤن میں آتشزدگی کے باعث جاں بحق ہونے والے افراد کی نماز جنازہ حب ریور روڈ لکی چڑھائی پر ادا کر دی گئی، جس میں ہلاک ہونے والے افراد کے عزیز و اقارب اور علاقہ مکینوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ جس کے بعد جاں بحق ہونے والے تمام افراد کی تدفین لکی چڑھائی کو گین قبرستان میں کر دی گئی۔

(بشکریہ ڈان)

عورتیں

لڑکی کو قتل کر دیا گیا

ڈیرہ اسماعیل خان 7 مئی 2018 کو شادی شدہ لڑکی کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا، مبین ٹاؤن میں مسلح ملزم نے ساتھیوں نے کے ہمراہ اپنے سسرال کے گھر پر دھاوا بول کر ناراض بیوی کو زبردستی اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کی، مزاحمت پر فائرنگ سے جوان سالی موقع پر دم توڑ گئی، ملزم کے ساتھی اس کی بیوی اور بچے کو زبردستی اغواء کر کے ساتھ لے گئے اہل خانہ نے ملزم کو زخمی حالت میں قابو کر کے پولیس کے حوالے کر دیا، ملزم عمران ولد نذیر قوم کمہار سکنہ چاہ فقیر والا کی بیوی مسماۃ انیتا بی بی ناراض ہو کر میکے مبین ٹاؤن آڑہ روڈ میں رہائش پذیر تھی، وقوعہ کے روز ملزم عمران اپنے دیگر تین ساتھیوں کے ہمراہ اپنے سسرا پہنچا اور اپنی بیوی مسماۃ انیتا بی بی اور چھوٹے بیٹے کو اسلحہ کی نوک پر لے جانے کی کوشش کی اس دوران ملزم کی سالی مسماۃ نوشین زوجہ انعام اللہ نے شدید مزاحمت کی تو ملزم عمران نے فائرنگ کر دی جس سے وہ شدید زخمی ہو گئی اسے فوری طور پر ہسپتال منتقل کیا گیا لیکن وہ ہسپتال پہنچتے ہی دم توڑ گئی، ملزم دیوار پھلانگ کر گلی میں گر کر زخمی ہو گیا جسے بعد ازاں زخمی حالت میں قابو کر لیا گیا، اس دوران ملزم عمران کے دیگر تین ساتھی ملزم عمران کی بیوی مسماۃ انیتا بی بی اور اس کے بیٹے کو وہاں سے زبردستی اغوا کر کے کار میں اپنے ساتھ لے گئے۔

(روزنامہ آج)

غیرت کے نام پر بیٹوں کے ہاتھوں ماں کا قتل

چکوال چکوال میں 4 بھائیوں نے مبینہ طور پر غیرت کے نام پر اپنی 50 سالہ والدہ کو قتل کر دیا۔ یہ افسوسناک واقع چکوال شہر کے قریب نصیر آباد کے علاقے میں پیش آیا۔ پولیس کے مطابق 50 سال سے زائد عمر کی سلطانہ بی بی ایک کرائے کے مکان میں اپنے 4 بیٹوں کے ساتھ رہائش پذیر تھیں۔ پولیس نے بتایا کہ خاتون کے خاوند کا 5 سال قبل انتقال ہوا تھا اور ان کے بیٹوں کو اپنی والدہ پر کسی شخص سے ناجائز تعلقات رکھنے کا شبہ تھا۔ گزشتہ دونوں خاتون اور ان کے بیٹوں کے درمیان اس معاملے پر تلخ کلامی ہوئی تھی۔ پولیس آفیسر نے بتایا کہ 'بعد ازاں چاروں بیٹوں نے والدہ پر چھریوں کے متعدد وار کیے اور جب ان کی والدہ زمین پر گر گئیں تو انہوں نے اس کی کمر پر کدال سے وار کیا جس کے نتیجے میں وہ موقع پر ہی جاں بحق ہو گئیں'۔ والدہ کو قتل کرنے کے بعد ملزمان فرار ہو گئے جبکہ قریب ہی رہائش پذیر مقتولہ کی بیٹی نے دوسرے دن صبح اپنی والدہ کی لاش دیکھی اور پولیس کو رپورٹ کی۔ پولیس آفیسر نے ڈان کو بتایا کہ 'ہم نے واقعے کا مقدمہ درج کر لیا ہے اور ملزمان کی تلاش کے لیے چھاپے مارے جا رہے ہیں'۔

(بشکریہ ڈان)

بیٹی کو غیرت کے نام پر قتل کر دیا گیا

چارسدہ 28 مئی 2018 کو غیرت کے نام پر میری بیٹی کو بیدردی سے قتل کیا گیا، گھریلو ناچاقی کو غیرت کا نام دیکر شوہر نے ساتھیوں سے ملکر میری بیٹی کو گولیوں سے چھلنی کر دیا، خدارا انصاف دلایا جائے، بیٹی کے قاتل دندناتے پھر رہے ہیں، چیف جسٹس پشاور ہائی کورٹ، گورنر خیبر پختونخوا، آئی جی خیبر پختونخوا اور پی اے مہمند ایجنسی میری بیٹی کے قاتلوں کو گرفتار کر کے کڑی سزا دلائیں، ان خیالات کا اظہار مہمند ایجنسی کے سرحدی علاقہ عقرب ڈاگ کے رہائشی لطیف خان نے شبقدر پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے کیا، انہوں نے کہا کہ ان کی سترہ سالہ بیٹی مسماۃ (س) مہمند ایجنسی کے علاقہ پنڈیالی میں کامل ولد شاجہان کو بیاہ ہوئی تھی جبکہ شادی کے بعد ان کے مابین اکثر لڑائی جھگڑے ہوا کرتے تھے، جس کی شکایت ان کی بیٹی نے انہیں کی تھی، لطیف خان نے کہا کہ گزشتہ روز کامل نے ان کی بیٹی کو تشدد کا نشانہ بنایا اور دھمکی دی تھی کہ وہ اسے قتل کر دیگا، جس سے ان کی بیٹی ہر وقت خوف اور پریشان تھی، لطیف خان نے کہا کہ کامل ولد شاجہان نے گزشتہ شب اپنے دیگر ساتھیوں عمر جان، بخت شیر اور اخلاق سے مل کر ان کی بیٹی کو ویرانے میں لے جا کر گولیوں سے چھلنی کرتے ہوئے قتل کر دیا اور بعد میں غیرت کا الزام لگا کر میری بیٹی کو بدنام کرنے کی بھی کوشش کی، انہوں نے کہا کہ ملزم بااثر ہیں اور وہ ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے، لطیف خان نے چیف جسٹس پشاور ہائی کورٹ، آئی جی پی خیبر پختونخوا، گورنر خیبر پختونخوا اور حکومتی اداروں سے معاملے کا فوری نوٹس لینے کا مطالبہ کرتے ہوئے انصاف دلانے کی اپیل کی۔

(روزنامہ ایکسپریس)

ماں 3 کمسن بچیوں سمیت گھر میں قتل

ہری پور 6 مئی 2018 کو ہری پور کے شہر خانپور کے نواحی گاؤں قطبہ میں قتل کی دلخراش واردات پیش آئی جہاں ملزموں نے رات کو گھر میں گھس کر ماں اور تین معصوم بچیوں کو قتل کر ڈالا اور موقع سے فرار ہو گئے، ذرائع کے مطابق چاروں کو رسیوں سے باندھ کر پھندا لگایا گیا جبکہ ڈاکٹرز کے مطابق چاروں کو زہر ملا جوس پلایا گیا، پولیس کا کہنا ہے کہ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے بعد صورتحال واضح ہوئی ہے۔ بھائی کی مدعیت میں نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا۔ ایک گھر سے چار جنازے اٹھنے پر علاقہ کی فضاء سوگوار ہو گئی، خانپور کے نواحی علاقے قطبہ میں مسماۃ صدف زوجہ شفاقت عمر 45 سال ایمان شہزادی دختر شفاقت عمر 9 سال، زرقہ شہزادی عمر 7 سال، زینب شہزادی عمر 5 سال سکنہ قطبہ کو ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات دو بجے کے قریب نامعلوم افراد نے گھر میں گھس کر رسیوں سے باندھ کر قتل کر دیا۔ ملزمان موقع سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے، شفاقت زمان کے بھائی نے پولیس کو بیان میں بتایا کہ کہ اتوار کی صبح نو بجے کے قریب دودھ والے نے بتایا کہ آپ کے بھائی کے گھر سے کوئی دروازہ نہیں کھول رہا، آپ انکا دودھ اپنے پاس رکھ لیں جس پر میں اپنی والدہ کے ہمراہ بھائی کے گھر گیا تو ایک کمرے میں چار بیٹیاں اور بھابھی کی لاشیں رسیوں سے بندھی پڑی تھیں، جس پر پولیس کو اطلاع دی، پولیس نے پوسٹ مارٹم کے بعد لاشیں ورثاء کے حوالے کر دیں، مقامی ذرائع نے تصدیق کی کہ گھر کے سربراہ بچیوں کے والد شفاقت زمان نے دو شادیاں کر رکھی تھی، شفاقت زمان کے خلاف خان پور پولیس اسٹیشن میں جعلی چیک کا مقدمہ درج ہے جو کافی عرصہ سے مفرور اور علاقہ سے باہر چھپا ہوا ہے، ادھر ڈاکٹرز کے مطابق چاروں کو زہریلا جوس پلایا گیا جن سے ان کی اموات واقع ہوئیں، نعشوں کے قریب دوڈبے جوس، دو گلاس اور مقتولہ مسماۃ صدف شفاقت کے کمرے میں قدرے مشکوک پاؤڈر موجود تھا، ڈی ایس پی خانپور اعجاز خان نے بتایا کہ خدشہ ہے کہ ان تمام مقتولین کو زہر دیکر قتل کیا گیا اور ان کو رسیوں سے باندھ کر پولیس تفتیش کا رخ تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، خانپور پولیس جدید طریقے سے تفتیش کر کے ملزمان کو گرفتار کر لے گی، ایس ایچ او کے مطابق لاشوں کے قریب سے ضروری اشیاء برآمد ہوئیں جو کہ تفتیش میں معاون ثابت ہوں گی۔ انہوں نے کہا کہ جلد اندھے قتل کا سراغ لگا کر ملزمان کو گرفتار کر لیں گے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

پسند کی شادی کرنے پر نو بیاہتا جوڑے کا قتل

عمرکوٹ سندھ کے ضلع عمر کوٹ میں نو بیاہتا جوڑے کو مبینہ طور پر خاتون کے بھائی نے پسند کی شادی کرنے پر فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ پتھورو پولیس اسٹیشن نے ملزم عدیل کے خلاف مبینہ طور پر اپنی بہن اور اس کے شوہر کو پسند کی شادی کرنے پر قتل کا مقدمہ درج کیا۔ ایس ایچ او پتھورو پولیس اسٹیشن محمد حسن رحیمو کے مطابق 25 سالہ سونیا 35 سالہ رشید علی راجپوت سے شادی کرنے کے لیے گجرانوالہ سے بھاگ کر پتھورو آئی تھی۔ رشید کے بھائی کے مطابق سونیا کا بھائی عدیل گھر میں گھس آیا اور نو بیاہتا جوڑے پر فائرنگ کر دی۔ فائرنگ کے دوران مزاحمت پر رشید کی بہن رضیہ بھی زخمی ہوئی۔ واقعے کے بعد تینوں افراد کو ضلعی ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں جوڑے کو مردہ قرار دیا گیا۔ مقدمے میں عدیل کو مرکزی ملزم کے طور پر نامزد کیا گیا ہے، جبکہ دیگر پانچ افراد اختیار، اقبال، کبریٰ علی رضا اور محمد اصغر کو عدیل کے ساتھیوں کے طور پر نامزد کیا گیا۔ ملزمان میں سے کسی کی گرفتاری تاحال عمل میں نہیں آئی۔ خاران میں مزدوروں کی ہلاکت کا معاملہ: 'ہمیں سنگین نتائج کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں'

(بشکریہ ڈان)

غیرت کے نام پر لڑکی اور لڑکا قتل

پشاور 13 مئی 2018 کو پشاور کے نواحی علاقہ ناصر باغ بادیزئی میں غیرت کے نام پر جوان سال لڑکی اور لڑکے کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا، ملزم واردات کے بعد فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا، پولیس نے لڑکی کے والد کیخلاف مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے، زاہد اللہ ولد جعفر خان سکنہ بادیزئی نے رپورٹ درج کراتے ہوئے تھانہ ناصر باغ پولیس کو بتایا کہ بادشاہ گل ساکن بادیزئی نے اپنے گھر میں میرے بیٹے 23 سالہ احتشام الحق اور اپنی بیٹی 18 سالہ مسماۃ روزین کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا جبکہ ملزم واردات کے بعد فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ (روزنامہ آج)

'بیٹوں نے تشدد کے بعد بوڑھی ماں کو کچرے کے ڈھیر پر چھوڑ دیا

سکھر سکھر میں سنگدل بیٹوں نے بوڑھی ماں پر مبینہ طور پر تشدد کیا اور بعد میں والدہ کو بے ہوشی کی حالت میں کھلے آسمان تلے کچرے کے ڈھیر پر چھوڑ دیا۔ بوڑھی خاتون کئی گھنٹے تک کچرے کے ڈھیر پر پڑی رہی جبکہ لوگوں نے انہیں طبی امداد کے لیے سول ہسپتال پہنچایا، ایس ایس پی سکھر نے واقعے کا نوٹس لے کر بیٹوں کو گرفتار جبکہ اپنے خرچ پر بوڑھی خاتون کے علاج کا اعلان کیا۔ واقعے کی تفصیلات کے حوالے سے ڈان نیوز کی رپورٹ میں بتایا گیا کہ سکھر کے علاقے بس ٹرمینل کے قریب ایک معمر خاتون کچرے کے ڈھیر میں پڑی ملیں جنہیں مقامی افراد نے سکھر کے سول ہسپتال پہنچایا۔ ان افراد کے مطابق خاتون کئی گھنٹے سے نیم بے ہوشی کی حالت میں کھلے آسمان تلے پڑی ہوئی تھیں جبکہ خاتون کا کہنا تھا کہ اسے اس کے بچوں نے کسی بات پر تشدد کا نشانہ بنایا اور نیم بے ہوشی کی حالت میں کچرے کے ڈھیر میں پھینک کر فرار ہو گئے۔ معمر خاتون کا تعلق علاقے کی کوریجو برادری سے بتایا جاتا ہے جبکہ اس واقعے کی خبریں میڈیا پر نشر ہونے کے بعد سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس (ایس ایس پی) سکھر محمد امجد شیخ نے نوٹس لیا اور پولیس کو خاتون کے بیٹوں کی فوری گرفتاری کا حکم دیا، جس پر پولیس نے خاتون کے بیٹے بشیر کوریجو کو شکار پور کے علاقے گڑھی یاسین سے گرفتار کر لیا۔ پولیس کی حراست میں بشیر کوریجو کا کہنا تھا کہ انہوں نے ماں پر تشدد نہیں کیا بلکہ وہ گھر سے خود نکل گئی تھی جنہیں کافی تلاش کیا گیا لیکن وہ انہیں نہیں ملیں۔ دوسری جانب ایس ایس پی سکھر کے حکم پر پولیس نے معمر خاتون کو سکھر کے سول ہسپتال سے بہتر علاج کے لیے نجی ہسپتال میں منتقل کیا اور خاتون کے علاج کے تمام اخراجات ایس ایس پی سکھر نے خود اٹھانے کا اعلان بھی کیا۔ ایس ایس پی سکھر کا کہنا تھا کہ اس واقعے کے تمام ملزمان کو گرفتار کیا جائے گا اور ان کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے گا۔ ادھر خاتون پر تشدد کی خبریں میڈیا پر نشر ہونے کے بعد بحریہ فاؤنڈیشن کے چیئرمین ملک ریاض نے بھی واقعے کا نوٹس لیتے ہوئے اپنے ادارے کی ایک ٹیم کو کراچی سے سکھر پہنچنے کی ہدایت کی۔ مذکورہ ٹیم نے سکھر کے نجی ہسپتال میں داخل مذکورہ خاتون کا معائنہ کیا، اس موقع پر بحریہ ویلفیئر کے مینیجر محمد عارف نے بتایا کہ خاتون کو علاج کے لیے کراچی منتقل کیا جائے گا اور وہاں پر اس کا بہتر سے بہتر علاج کرایا جائے گا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ علاج کے بعد بھی خاتون کو تنہا نہیں چھوڑا جائے گا وہ اب محفوظ ہاتھوں میں ہے، جس کے بعد معمر خاتون کو کراچی منتقل کرنے کی تیاریاں شروع کر دی گئیں۔ (بشکریہ ڈان)

راضی نامے پر رہا ملزم نے اہلیہ سمیت 3 خواتین کو قتل کر دیا

اٹک اٹک کے گاؤں میں گھریلو جھگڑے پر ایک شخص نے فائرنگ کر کے اپنی اہلیہ، پھوپھی اور سالی کو قتل کر دیا۔ تھانہ باہتر کی حدود میں پیش آنے والے واقعے میں ملزم کی ایک سالی شدید زخمی ہو گئی جسے علاج کے لیے راولپنڈی کے ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں خاتون کی حالت تشویشناک بتائی جا رہی ہے۔ واقعے کے فوری بعد قتل کے ملزم کو اہل علاقہ نے پکڑ کر ایک گھنٹے تک کھمبے سے باندھے رکھا بعدازاں جائے وقوع پر تاخیر سے پہنچنے والی باہتر پولیس کے حوالے کر دیا۔ پولیس نے ملزم کو تھانے منتقل کیا جبکہ لاشوں کو پوسٹ مارٹم کے لیے اٹک کے ہسپتال منتقل کیا گیا۔ واقعے کے حوالے سے اہل علاقہ کا کہنا تھا کہ صبح فائرنگ کی آواز آئی جب باہر نکل کر دیکھا تو ملزم خالد محمود کے ہاتھ میں پسٹل تھا اور وہ اپنی اہلیہ عظمٰی بی بی پر فائرنگ کر رہا تھا جبکہ خاتون کو بچانے کے لیے اس کی بہنیں فہمیدہ، عابدہ اور پھوپھی تسلیمہ بی بی سامنے آئیں تو ملزم نے ان پر بھی فائرنگ کر دی۔ اہل علاقہ کے مطابق فائرنگ کے نتیجے میں ملزم کی اہلیہ، سالی اور پھوپھی موقع پر دم توڑ گئیں جبکہ ایک سالی شدید زخمی ہو گئی جسے فوری طور پر ہسپتال منتقل کیا گیا تاہم ڈاکٹرز نے زخمی خاتون کو راولپنڈی کے ہسپتال ریفر کر دیا جہاں اس کی حالت تشویشناک بتائی جا رہی ہے۔ اہل علاقہ کے مطابق ملزم سابق سیکیورٹی اہلکار ہے اور اس سے قبل بھی اس نے مرزا گاؤں میں معمولی تلخ کلامی پر شہری کو قتل کر دیا تھا جبکہ ملزم کے سالے نے مقتول کے ورثا سے راضی نامہ کر کے بہنوئی کو جیل سے آزاد کرایا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ دشمنی سے بچنے کے لیے سالے نے اپنے بہنوئی کو گاؤں میں اپنے پاس جگہ دی تھی جہاں مذکورہ قتل کا واقعہ پیش آیا۔ تھانہ باہتر کے اے ایس آئی سرفراز نے ڈان نیوز سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ملزم کو گرفتار کر لیا ہے جبکہ مقتولین کا پوسٹ مارٹم رپورٹ کا انتظار کیا جا رہا ہے اور جیسے ہی مقتولین کا پوسٹ مارٹم مکمل کر لیا جائے گا ملزم کے خلاف قتل اور اقدام قتل کی دفعات کے تحت مقدمہ درج کر لیا جائے گا جبکہ ملزم کو کل علاقہ مجسٹریٹ کی عدالت میں بھی پیش کیے جانے کا امکان ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ مقتول خواتین کی عمریں 35 سے 45 برس کے درمیان ہیں جن کے بچے ملازم پیشہ ہیں۔ بعدازاں تھانہ باہتر میں ملزم کے خلاف مقدمہ اس کے سالے کی مدعیت میں درج کر لیا گیا اور خواتین کی لاشیں پوسٹ مارٹم کے بعد ورثا کے حوالے کر دی گئیں۔ پولیس کے مطابق مقتولین کو سینے اور سر پر گولیاں لگی ہیں جس وجہ سے ان کی موت واقع ہوئی۔

(بشکریہ ڈان)

بچے

ڈاکٹروں کی مبینہ غفلت سے شیر خوار جاں بحق

ملاکنڈ 11 مئی 2018 کو ڈی ایچ کیو ہسپتال بٹ خیلہ کے چلڈرن وارڈ میں ڈاکٹروں کی مبینہ غفلت سے بچہ جاں بحق ہوگیا۔ملاکنڈ ایجنسی کے مرکزی شہر بٹ خیلہ کے ایجنسی ہیڈ کوارٹر ہسپتال بٹ خیلہ چلڈرن وارڈ میں داخل چالیس دن کا بچہ شایان کی حالت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بگڑ رہی تھی تاہم بار بار اطلاع دینے کے باوجود ڈاکٹرز نہیں آئے جس کے نتیجے میں بچہ دم توڑ گیا۔

(روزنامہ آج)

لاپتہ بچے کی لاش قبرستان سے برآمد

نواب شاہ نواب شاہ کے علاقے دولت پور میں قبرستان سے 23 روز سے لاپتہ بچے کی لاش برآمد کر لی گئی۔خیال رہے کہ لئیق ڈاہری گاؤں کا 13 سالہ بچے رواں ماہ کے آغاز میں لاپتہ ہوا تھا۔بچے کے والد نے الزام لگایا کہ واقعے کے حوالے سے پولیس کو بروقت رپورٹ کیا گیا تھا تاہم انہوں نے اس کی بازیابی کے لیے کوئی موثر اقدامات نہیں کیے۔والدین نے شبہ کا اظہار کیا کہ بچے کو قتل کرنے سے قبل جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا۔بچے کی لاش کو اہلخانہ کے حوالے کیے جانے سے قبل پوسٹ مارٹم کے لیے قاضی احمد ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس (ایس ایس پی) بینظیر آباد ساجد امیر سدوزئی نے رابطہ کیے جانے پر بتایا کہ بچے کے ساتھ جنسی زیادتی کی تصدیق کے لیے ڈی این اے کے نمونے حاصل کر لیے گئے ہیں تاہم اس کی ہلاکت کے حوالے سے حقائق طبی ماہرین کی رپورٹ آنے کے بعد ہی سامنے آسکیں گے۔ایس ایس پی کا کہنا تھا کہ پولیس نے بچے کی بازیابی کے لیے ہر ممکن کوششیں کی تھیں۔انہوں نے کہا کہ بچے کی لاش کو دیکھ کر لگتا ہے کہ اسے اسی دن قتل کر دیا گیا تھا جس دن وہ گمشدہ ہوا۔انہوں نے مزید کہا کہ پولیس بچے کی لاش اس کے والدین کے حوالے کرنے کے بعد مقدمہ درج کرے گی۔چائلڈ رائٹس ایڈووکیسی نیٹ ورک کے کوآرڈینیٹر ذوالفقار علی خاصخیلی نے واقعے کی شدید مذمت کی۔انہوں نے اس جیسے واقعات کے بڑھنے پر تشویش کا اظہار کیا۔ان کا کہنا تھا کہ واقعے کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا جائے گا۔انہوں نے ملزمان کی فوری گرفتاری اور مقدمے کے اندراج کا مطالبہ کیا۔

(بشکریہ ڈان)

'دھکا' دینے سے خاتون اور نومولود بچہ ہلاک

کراچی کراچی کے علاقے دہلی کالونی میں 22 سالہ خاتون اور ان کا نومولود بچہ کو مبینہ طور پر ان کی ساس کی جانب سے 8ویں منزل سے دھکا دینے پر گر کر ہلاک ہوگئے۔فریئر تھانے کے اسٹیشن ہاؤس آفیسر رانا عبداللطیف نے ڈان کو بتایا کہ 3 ماہ کا عبدالہادی گرنے کی وجہ سے موقع پر ہی جاں بحق ہوگیا تاہم اس کی ماں رمشا جناح پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سینٹر میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہلاک ہوئیں۔کراچی جنوب کے سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس سرفراز نواز شیخ کا کہنا تھا کہ 'بظاہر یہ ماں اور نومولود بچے کا دوہرے قتل کا کیس لگتا ہے'۔سینیئر افسر کا کہنا تھا کہ 'رمشا اور رضوان احمد کی تقریباً ڈیڑھ سال قبل رضوان کے اہل خانہ کی مرضی کے بغیر شادی ہوئی تھی تاہم رمشا کو ان کے اہلخانہ کی جانب سے قبول نہیں کیا گیا تھا'۔ابتدائی طور پر جوڑا دبئی میں رہائش پذیر تھا تاہم 6 ماہ قبل وہ واپس کراچی آیا اور دہلی کالونی میں رضوان احمد کے والدین کے گھر پر قیام پذیر تھا جہاں یہ واقعہ پیش آیا۔پولیس کا کہنا تھا کہ جب رمشا اور ان کا نومولود بچہ 8ویں منزل سے نیچے گرے تو چند خواتین ان کے گرد جمع ہوئیں جہاں زخمی رمشا نے انہیں بتایا کہ اس کی ساس نے اسے برآمدے سے دھکا دے کر نیچے گرایا ہے۔تھانہ فریئر کے ایس ایچ او رانا عبداللطیف کا کہنا تھا کہ خاتون کے والد محمد خالد کی درخواست پر رمشا کی ساس نسرین بی بی اور ان کے جیٹھ اکرام کو مبینہ طور پر دوہرے قتل کیس میں ملوث ہونے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔

(بشکریہ ڈان)

ہمسایہ کی 8 سالہ بچے سے زیادتی

پشاور 14 مئی کو تھانہ پہاڑی پورہ کے علاقہ میں واقع عمران پلازہ میں ایک شخص نے 8 سالہ بچے کو زیادتی کا نشانہ بناڈالا، ملزم واردات کے بعد موقع سے فرار ہوگیا، پولیس نے مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی ہے، پولیس کے مطابق مسماۃ کرن زوجہ ساحر محمد سکنہ مردان حال عمران پلازہ پہاڑی پورہ روڈ نے رپورٹ درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ گزشتہ روز وہ گھر میں موجود تھی کہ اس دوران اس کے آٹھ سالہ بیٹے اذان نے روتے ہوئے گھر آکر بتایا کہ ثاقب ولد برکت علی ساکن سوات حال عمران پلازہ جو ہمارا پڑوسی ہے، نے اسے جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا، پولیس نے مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی ہے۔

(روزنامہ آج)

چرواہے کا بچہ پیاس سے ہلاک

تھر مٹھی گاؤں کے قریب جنگل کے آس پاس 8 سالہ بچے کی لاش برآمد کی گئی ہے۔بچے کے والد نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ بچہ صبح سویرے مویشیوں کے ہمراہ جنگل کی طرف گیا تھا تاہم رات گئے تک واپس نہ آیا جس کے بعد علاقے میں اس کی تلاش کا آغاز ہوا۔والد کے مطابق بچے کی لاش اگلے روز برآمد کی گئی۔انہوں نے مزید کہا کہ بظاہر لگتا ہے کہ بچہ صحرا میں شدید گرمی میں پیاس لگنے سے ہلاک ہوا۔

(بشکریہ ڈان)

بچوں کے اغوا وزیادتی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

حیدرآباد سندھ میں معصوم بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات کے خلاف سندھ سجاگ فورم کی جانب سے حیدرآباد پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔جس سے علی احمد چانڈیو، سارنگ درس، شنکر مالھی اور محبت آزاد نے خطاب کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ اس طرح کے واقعات میں ملوث ملزمان کو گرفتار کرکے سخت سزائیں دی جائیں اور جنسی ویادتی کے واقعات کی روک تھام کے لیے موثر اقدامات اٹھائے جائیں۔انہوں نے بتایا کہ سندھ میں معصوم بچوں اور بچیوں کو اغواہ کرکے زیادتی کا نشانہ بنانے کے واقعات روز کا معمول بن چکے ہیں جس کے باعث معصوم بچے اور ان کے والدین خوف وہراس کا شکار ہیں۔انہوں نے کہا کہ دوڑ شہر میں بھی معصوم پرکاش کھار اور کاشف کو اجتماعی بدفعلی کا نشانہ بنایا گیا اسی طرح کوٹ ہنگو میں آسیہ بی بی کو سرعام گولیاں مار کر قتل کردیا گیا۔

(لالہ عبدالحلیم)

فاشزم ماپنے کا بیرومیٹر

محمد بلال غوری

فاشزم اِک طرزِ حکومت ہے جسے ہم اردو میں فسطائیت کہتے ہیں۔ پولیٹیکل سائنس کے معروف پروفیسر ڈاکٹر لارنس برٹ نے جرمنی میں ہٹلر، اٹلی میں مسولینی، اسپین میں فرانکو، انڈونیشیا میں سہارتو اور چلی میں پنوشے کے ادوار کا باریک بینی سے مشاہدہ و مطالعہ کرنے کے بعد 2003ء میں ایک ناول لکھا جس میں 14 ایسی علامات تحریر کیں جو حیرت انگیز طور پر ان سب فاشسٹ حکومتوں کے ہاں مشترک تھیں۔ اس ناول کے بعد بحث وتمحیص کے ایک نئے سلسلے کا آغاز ہوگیا اور ماہرین سماجیات اس نتیجے پر پہنچے کہ ڈاکٹر لارنس برٹ کے بیان کردہ ان 14 نکات کو فاشزم ماپنے کے لئے بطور بیرومیٹر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ لارنس برٹ کے مطابق فسطائی طرزِ حکومت کی 14 خصوصیات کی تفصیل کچھ یوں ہے:

1۔ فاشسٹ حکومتیں جذبہ قومیت کو ابھارنے کے لئے ایسی علامات ، نشان، نعرے اور اصطلاحات کو فروغ دیتی ہیں جو حب الوطنی کا استعارہ سمجھی جائیں۔ مثال کے طور پر قومی پرچم بڑے پیمانے پر بنائے اور لہرائے جاتے ہیں، عوامی مقامات پر قومی پرچم پینٹ کئے جاتے ہیں، خاص مواقع پر جوش و جذبہ بڑھانے والے ترانے ریلیز کئیجاتے ہیں ، یہ بحث چھیڑ دی جاتی ہے کہ کون محبِّ وطن ہے اور کون غدار؟

2۔ دشمن کا خوف مسلط کرکے اور پھر قومی سلامتی کا ڈھنڈورا پیٹ کر لوگوں کو بنیادی انسانی حقوق سے دستبردار ہونے پر تیار کیا جاتا ہے اور اس حوالے سے رائے ہموار کی جاتی ہے کہ وطن عزیز کی خاطر اگر قوانین کو پامال بھی کرنا پڑے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ آئین سے زیادہ یہ ملک اہم ہے اور اسے بچانے کے لئے اذیت رسانی، سمری ٹرائل اور سخت سزاؤں سمیت تمام وہ باتیں گوارا کیا جاسکتی ہیں جو عام حالات میں قابل قبول نہیں ہوتیں۔ سیاست نہیں ریاست ضروری ہے جیسے سنہری سلوگن دیئے جاتے ہیں۔

3۔ حب الوطنی کے جذبے کو ہذیان اور پاگل پن کی مانند طاری کرنے کے لئے کسی مشترکہ دشمن یا خطرے کی آڑ لی جاتی ہے۔ لوگوں کو ساتھ ملانے کے لئے کوئی بھی دشمن ڈھونڈا جا سکتا ہے مثلاً ملک کو لبرلز سے خطرہ ہے یا دہشتگرد قومی سلامتی کے لئے خطرہ ہیں یا یہ کہا جاسکتا ہے کہ دشمن ہمیں ہڑپ کرنے کے درپے ہے۔

4۔ معاشرے پر فوج کی ہیبت طاری کی جاتی ہے، عسکریت پسندی کو ابھارا جاتا ہے، مقامی مسائل کتنے ہی گمبھیر اور سنگین کیوں نہ ہوں انہیں نظرانداز کرتے ہوئے دفاعی اخراجات کو فوقیت دی جاتی ہے، سپاہیانہ شان وشوکت کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ یہی لوگ آپ کے حقیقی مسیحا، محافظ اور نجات دہندہ ہیں۔

5۔ فسطائیت پسند معاشرے میں مردوں کو برتری اور فوقیت حاصل ہوتی ہے، مردانگی کو قابل فخر جنس کے طور پر پیش کیا جاتا ہے ، مردانگی پر مشتمل میلانات و رجحانات کو فروغ دیا جاتا ہے ، جنس کی بنیاد پر روایتی تقسیم شدید تر ہو جاتی ہے اور اسقاط حمل کی مخالفت کی جاتی ہے۔

6۔ سنسرشپ فسطائی طرز حکومت کا بنیادی جزو ہے ، بسا اوقات میڈیا کو حکومت براہ راست کنٹرول کرتی ہے ، بعض حالات میں سخت قوانین کے ذریعے میڈیا کو نکیل ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے اور یہ سب حربے کامیاب نہ ہوں تو میڈیا کی صفوں میں موجود اپنے کاسہ لیسوں اور گماشتوں کے ذریعے رائے عامہ کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ متبادل بیانیہ وجود میں ہی نہ آسکے۔

> فسطائی ریاست میں مزدوروں کو منظم کرنے والی لیبر یونین کو کسی قیمت پر نہیں پنپنے دیا جاتا۔ انہیں یا تو سختی سے کچل دیا جاتا ہے یا پھر مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے غیر موثر کردیا جاتا ہے۔

7۔ فسطائی طرز اقتدار کا ایک اور مہلک ہتھیار ڈر یا خوف ہے جسے ہر قیمت پر برقرار رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لوگ ایک انجانے خوف کے حصار میں قید ہوکر رہ جاتے ہیں۔ یہ احساس اجاگر کیا جاتا ہے کہ کبھی ، کہیں بھی ، کسی کے ساتھ ، کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ ڈر ہی بااثر حلقوں کی اصل طاقت ہوتا ہے۔

8۔ رائے عامہ پر اثر انداز ہونے کیلئے فسطائی معاشرے میں مذہب کو بھی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مذہبی بیانیہ اور اصطلاحات کو فسطائی ایجنڈے کو فروغ دینے کیلئیوں استعمال کیا جاتا ہے کہ لوگ اس کی مخالفت کرنے کا سوچ بھی نہ سکیں۔ جو باغیانہ روش اختیار کریں ان پر کفر کے فتوے لگا کر راستے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔

9۔ فاشسٹ حکومتیں صنعتکاروں اور کاروباری شخصیات پر مشتمل اشرافیہ کے بغیر نہیں چل سکتیں ، یہ سرمایہ کار انہیں اقتدار اور اختیار برقرار رکھنے میں معاون و مددگار ثابت ہوتے ہیں اور بدلے میں کاروباری فائدے حاصل کرتے ہیں یوں ان کا گٹھ جوڑ کسی کو سر نہیں اٹھانے دیتا۔

10۔ فسطائی ریاست میں مزدوروں کو منظم کرنے والی لیبر یونین کو کسی قیمت پر نہیں پنپنے دیا جاتا۔ انہیں یا تو سختی سے کچل دیا جاتا ہے یا پھر مختلف گروہوں میں تقسیم کرکے غیر موثر کردیا جاتا ہے۔

11۔ فسطائی طرز حکومت میں اختلاف رائے رکھنے والے دانشوروں اور فنون لطیفہ کو کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ علم وادب اور اعلیٰ تعلیم کو کسی قیمت پر گوارہ نہیں کیا جاتا، اظہار رائے کی آزادی پر سرعام حملے ہوتے ہیں، پروفیسروں، اہل قلم، تخلیق کاروں اور تنقید کرنے والے دیگر افراد کو نشان عبرت بنادیا جاتا ہے۔

12۔ سپاہ کو لامحدود اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ ادارے حب الوطنی کے نام پر سول آزادیاں چھین لیتے ہیں اور تشدد کو جائز سمجھ لیا جاتا ہے۔ لوگ ان حالات کو روزمرہ زندگی سمجھ کر نہ صرف قبول کرنے لگتے ہیں بلکہ اگر کہیں کسی کو کوئی ریلیف ملتا ہے تو اسے اپنا حق سمجھنے کے بجائے ان اداروں کا حسن سلوک جانا جاتا ہے۔

13۔ فسطائی طرز اقتدار کی ایک اور واضح نشانی یہ ہے کہ جو گروہ آپ کا ہمنوا یا دوست ہوتا ہے اس کی سب غلطیاں اور تمام گناہ معاف ہوتے ہیں جبکہ احتساب صرف سیاسی مخالفین کا ہوتا ہے۔ حقیقی اقتدار کا حامل ٹولہ اپنے دوستوں کو نوازتا ہے، انہیں قومی وسائل اور قومی خزانہ لوٹنے کی مکمل آزادی حاصل ہوتی ہے، یہ سب ایک دوسرے کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں۔

14۔ فسطائی نظام کی آخری علامت یہ ہے کہ وہاں انتخابات تو ہوتے ہیں مگر برائے نام۔ من مانی حلقہ بندیوں، ترامیم اور انتخابی قوانین کے ذریعے نتائج کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ انتخابات پر اثرانداز ہونے کے لئے عدلیہ سے من پسند فیصلے کروائے جاتے ہیں۔ میڈیا کے ذریعے سیاسی مخالفین کے خلاف پروپیگنڈا مہم چلائی جاتی ہے، ان کی کردارکشی کی جاتی ہے ، ان پر قاتلانہ حملے ہوتے ہیں ، انہیں انتخابی مہم چلانے نہیں دی جاتی اور یوں من پسند نتائج حاصل کر لئے جاتے ہیں۔

وطن عزیز پاکستان میں تو الحمدللہ پارلیمانی جمہوریت رائج ہے اور ہم سب بہت خوش قسمت واقع ہوئے ہیں مگر ڈاکٹر لارنس برٹ کا یہ بیرومیٹر لیکر فاشزم ماپنے نکلیں تو پتہ چلتا ہے کہ بھوٹان نامی ملک میں فاشزم کی شرح سب سے زیادہ ہے اور کم و بیش یہ ساری خصوصیات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ (بشکریہ: روزنامہ جنگ)

آبرو کیا ہے؟

آمنہ مفتی

پاکستان میں عورتوں اور بچوں پہ بڑھتے ہوئے جسمانی تشدد کے واقعات اتنی تیزی سے سامنے آرہے ہیں کہ وہ تمام لوگ بھی خاموش ہو گئے ہیں جو کسی بھی ایسے جرم کے بعد، مغرب میں ہونے والے جرائم کے اعداد و شمار یوں گنواتے تھے، جیسے ہمارا ان کا وٹے سٹے کا رشتہ ہوا اور مغرب کی بے راہ روی کو دیکھتے ہوئے ہمیں اطمینان ہو جائے کہ سب اچھا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اعداد و شمار میں مغرب کے بازی لے جانے کی وجہ ان کے ہاں بہت سے کیسز کا رجسٹرڈ ہو جانا ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں بہت ہی کم معاملات پہ آواز اٹھائی جاتی ہے اور جن پہ بات کی بھی جاتی ہے، ان پہ بھی ایف آئی آر کٹنے کی نوبت کم ہی آتی ہے۔ اس لیے اعداد و شمار کوئی اور کہانی سناتے رہتے ہیں اور حقیقت کچھ اور ہی رہتی ہے۔

قصور سے اٹھنے والی اس آندھی نے اب طوفان کی شکل اختیار کر لی ہے اور جنسی و جسمانی تشدد کے واقعات منظر نامے پہ ایسے چھا رہے ہیں جیسے آج ہی یہ رویے پیدا ہوئے ہوں۔ ان واقعات کی رپورٹنگ کرنے والے میڈیا کا مقصد یقیناً نیک ہوتا ہے اور وہ ان خواتین کی مدد کرنے اور ان کی آواز کو اربابِ حل و عقد تک ہی پہنچانے کے لیے یہ سب کر رہے ہوتے ہیں لیکن الفاظ کا چناؤ ملاحظہ ہو، 'موضع فلاں میں مسماۃ فلاں کو آبروریزی کے بعد قتل کر دیا گیا' یا 'حوا کی بیٹی کی عصمت ایک بار پھر تار تار، امیر زمیندار کے اوباش لڑکوں نے۔۔۔' وعلیٰ ہذالقیاس۔

خدا کے واسطے، ان الفاظ سے باہر نکل آئیے۔ دماغ سے عقل چوس اتاریے اور غور کیجیے۔ عورتوں کے خلاف ہونے والے آدھے سے زیادہ جنسی جرائم میں یہ ہی الفاظ معاونت کرتے ہیں۔ جب اجتماعی طور پر یہ بات تسلیم کر لی گئی کہ عورت کے ساتھ اس کے خاندان اور گھر والوں کی رضا کے بغیر جنسی تعلق قائم کر لینا، نہ صرف اس عورت کی، بلکہ اس کے خاندان کی نسلوں کی 'عصمت دری' اور 'آبروریزی' ہے تو پھر آپ عورت کو اس جرم سے کسی بھی طرح نہیں بچا سکتے، چاہے اس کے لیے کتنا ہی سخت قانون کیوں نہ بنا لیں۔

قتل غیرت، ریپ، خودکشی، خواتین کے نروس بریک ڈاؤن اور دیگر کئی ذہنی بیماریوں کے پیچھے 'پاکی' اور عصمت کا یہ ہی تصور کارفرما ہے۔ حد یہ ہے کہ جنسی ہراسانی (جو کہ مغرب میں بھی عام ہے) کی ہمارے معاشرے میں موجودگی کے پیچھے بھی یہ ہی خیال پایا جاتا ہے کہ جب ایک مرد عورت کو کسی جنسی تلذذ کے احساس سے چھوتا ہے تو عورت 'ناپاک' ہو جاتی ہے۔

☆ 'مردان میں بھی قتل سے پہلے بچی کو ریپ کیا گیا'

☆ ملتان: 12 سالہ لڑکی کے ریپ کا بدلہ، 17 سالہ لڑکی کا ریپ

☆ انٹرنیٹ، خواتین اور بلیک میلنگ

☆ 'شریف' کون ہوتا ہے!

سوال یہ ہے کہ لمس تو دونوں طرف محسوس کیا گیا، تو کیا دونوں ہی ناپاک نہیں ہوئے؟ یا پھر ہم نے یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ مرد کی کوئی عزت نہیں ہوتی؟ سڑکوں بازاروں میں آتے

خدا کے واسطے، ان الفاظ سے باہر نکل آئیے۔ دماغ سے عقل چوس اتاریے اور غور کیجیے۔ عورتوں کے خلاف ہونے والے آدھے سے زیادہ جنسی جرائم میں یہ ہی الفاظ معاونت کرتے ہیں۔ جب اجتماعی طور پر یہ بات تسلیم کر لی گئی کہ عورت کے ساتھ اس کے خاندان اور گھر والوں کی رضا کے بغیر جنسی تعلق قائم کر لینا، نہ صرف اس عورت کی، بلکہ اس کے خاندان کی نسلوں کی 'عصمت دری' اور 'آبروریزی' ہے تو پھر آپ عورت کو اس جرم سے کسی بھی طرح نہیں بچا سکتے، چاہے اس کے لیے کتنا ہی سخت قانون کیوں نہ بنا لیں۔

جاتے، دانستہ عورتوں کو چھونے والے یہ کیوں نہیں سوچتے کہ وہ بھی تو ایک جسم رکھتے ہیں اور اس جسم کے ساتھ اگر کوئی تصورِ غیرت وابستہ ہے تو کیا اس طرح وہ اپنی آبرو کو سڑک پہ نہیں رول رہے؟

عورت، جسمانی طور پہ کمزور ہوتی ہے، مزید اسے اپنے جسم کے 'ہونے' کا اس قدر احساس دلایا جاتا ہے کہ جو ہاتھ پاؤں ذرا چلتے بھی ہیں، وہ بھی جام ہی ہو جاتے ہیں کہ کہیں، زور سے ہنسنے، بازو پھیلا کر انگڑائی لینے، کھیلتے ہوئے ذرا سی ٹانگیں ادھر سے ادھر ہو جانے، جسم کے خطوط کے نظر آ جانے سے، خاندان، ملک و مذہب اور اسلاف کی ناک کٹ کر وہ جا گرے گی۔

اسی کیفیت سے وہ مزید کمزور ہو جاتی ہیں۔ ایسے میں وہ لوگ جو اپنی کسی ہزیمت کا بدلہ لینا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ عورتیں آسان شکار ثابت ہوتی ہیں۔ ایک تو یوں بھی کمزور، دوسرے ذہنی طور پہ اپنے دفاع سے عاری اور تیسرے یہ کہ اس وار کے بعد مخالف کی کمر ایسے ٹوٹتی ہے کہ وہ کوئی بھی جنگ لڑنے کے قابل نہیں رہتا۔

عصمت اور آبرو کا یہ تصور عورت کی جان کا دشمن بن چکا ہے۔ ان واقعات کا شکار عورتیں سماجی اور ذہنی دباؤ سے خودکشی کر لیتی ہیں یا ذہنی بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ فریحہ الطاف نے اپنے ساتھ گزرنے والے بچپن کے ایک واقعے کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ اس کے اثر سے ان کی والدہ کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا تھا اور خود ان کی اپنی ازدواجی زندگی کی ناکامی کی وجہ بھی اس واقعے کے نفسیاتی اثرات ہی تھے۔

ریپ کو ایک جسمانی حادثے کے طور پہ دیکھنا چاہیے۔ ریپ کا شکار عورت نہ ہی کچھ کھوتی ہے اور نہ ہی اس کی کوئی بے عزتی ہوتی ہے۔ الٹا وہ شخص جو یہ عمل کرتا ہے ایک ناپسندیدہ اور ٹھکرایا ہوا شخص ہوتا ہے، جسے کسی عورت سے جسمانی تعلق استوار کرنے کے لیے زبردستی کرنا پڑتی ہے۔ نیز وہ ذہنی مریض بھی ہوتا ہے۔

ریپ کو عزت کے تصور سے الگ کر کے ایسے دیکھا جائے جیسے سائیکل چلاتے ہوئے گر جانا، بازو ٹوٹ جانا، جھولے سے گر کے زخمی ہو جانا یا گاڑی کے حادثے میں ٹانگ ٹوٹ جانا۔ ان زخموں کا علاج کیا جاتا ہے اور زندگی آگے چلتی ہے۔ اگر کسی کی ٹانگ ٹوٹ جانا، خاندان کی ناک پہ گراں گزرتا تو اس زخمی کا نہ علاج ہوتا اور نہ اس کی تکلیف کو کوئی سمجھتا۔ جس کی غلطی کے باعث یہ زخم پہنچا، وہ شخص اتراتا، اینڈتا، مونچھوں کو تاؤ دیتا پھرتا اور زخمی ذہنی دباؤ سے خودکشی کر لیتا۔

عورتوں کے خلاف ہونے والے تشدد کے واقعات پہ بات ہو رہی ہے اور یہ ایک بہت خوش آئند بات ہے، لیکن ساتھ کے ساتھ ہمیں، عصمت، پاکیزگی، آبرو، عزت اور کنوارپن کے ان صدیوں پرانے خوفناک تصورات اور اصلاحات پہ بھی بات کرنے کی ضرورت ہے ورنہ صورت حال وہی رہے گی کہ اپنے 17 سے زیادہ معاشقوں کا آن دی ریکارڈ ذکر کرنے والے جوش ملیح آبادی تو مرد کے بچے رہیں گے اور سارا شگفتہ، خودکشی کرنے کے بعد بھی 'نیمفو مینیا' کا شکار کہلائے گی۔

خدارا، عورت کے ساتھ جسمانی تعلق کو اپنی فتح اور اس کی شکست کے طور پہ مت دیکھیے، اگر یہ غلاظت ہے تو آپ کے منہ پہ بھی تھپی ہوئی ہے اور اگر تمغہ ہے تو عورت کو بھی یہ تمغہ دیجیے۔ انصاف کیجیے، ورنہ ایسے جرائم کبھی ختم نہیں ہوں گے۔

(بشکریہ: روزنامہ مشرق)

جبری شادی۔ایک اورالمیہ

اسد مفتی

جنگ 31 مئی کی خبر کے مطابق برطانیہ میں جبری شادی کروانے کا ایک اور مقدمہ سامنے آیا ہے، 18 جون کو سنائی جانے والی سزا کے مجرم والدین اپنی 19 سالہ بیٹی کی شادی اس کے کزن سے کرنا چاہتے تھے جو اسے ہرگز منظور نہیں تھا لڑکی کے انکار پر اسے تشدد کا نشانہ بھی بنایا گیا جس پر لیڈز کراؤن کورٹ نے والدین کو مجرم قرار دے دیا۔ یہ شادی ان دنوں برطانیہ کے سیاسی وسماجی حلقوں میں زیر بحث ہے جبکہ ہر سال برطانیہ میں 300 سے ایک ہزار تک جبری شادیوں کے کیس سامنے آتے ہیں۔

برطانیہ، اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ کی ایشیائی کمیونٹی میں جبری اور بے جوڑ شادیوں کا مسئلہ شدت اختیار کرتا جارہا ہے ایک اندازے کے مطابق صرف اسکاٹ لینڈ میں ہر برس تقریباً تین سو ایشیائی (جن میں پاکستانیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے) شادیاں ہوتی ہیں جن میں پچاس فیصد شادیاں جبری یا بے جوڑ شادیوں کے زمرے میں آتی ہیں اس قسم کی صورت حال سے جوڑے کے علاوہ ان کے خاندان بلکہ نسلی تعلقات بھی متاثر ہوتے ہیں۔کونسل کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 88 فیصد شادیوں میں ایک فریق کا تعلق غیر ملک سے تھا 79 فیصد شادیاں بے جوڑ اور مفادات پر مبنی تھیں جبکہ 21 فیصد جبری تھیں۔شادی کرنے والی خواتین کا تناسب 62 فیصد اور مردوں کا تناسب 38 فیصد تھا، 35 فیصد کو ناروا سلوک کا سامنا کرنا پڑا۔ جبری شادی پر مجبور کی جانے والی خواتین کی عمر 16 سے 20 سال کے درمیان تھی۔ یہی وجہ ہے کہ برطانیہ اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ میں مرضی اور منشا کے خلاف زبردستی کی شادیوں کے نتیجے میں بعض لڑکیاں خودکشی تک کر بیٹھتی ہیں اور یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خودکشی کی شرح ایشیائی لڑکیوں میں دیگر خواتین کی نسبت دو سے تین گنا زیادہ ہے۔ادھر جرمن حکام نے مسلم تارکین وطن میں جبری شادیاں روکنے کیلئے نیا پلان بنالیا ہے اس حوالے سے جرمن حکام نے اپنی خصوصی مہم بھی تیز کردی ہے ایک سروے کے مطابق جرمنی میں بعض مسلمان تارکین وطن اپنی بچیوں اور عورتوں کو تشدد کا نشانہ بنانے سے بھی گریز نہیں کرتے اور انکی زبردستی اور جبری شادی کرنے کا رواج بھی زور پکڑتا جارہا ہے جس کے سدباب کیلئے حکومت نے ان کو ریلیف دینے اور روک تھام کیلئے آن لائن سروس شروع کردی ہے فیملی افیئرز کی جرمن وزیر نے برلن میں ایک پریس کانفرنس کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ترکی، پاکستانی، لبنانی، شامی، ایرانی اور عراقی تارکین وطن ہر سال 900 سے ہزار تک جبری شادیاں کرتے ہیں اور کچھ لوگ جبری طور پر اپنی بچیوں کو وطن واپس بھیج دیتے ہیں۔

گزشتہ ماہ شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ غیر قانونی تارکین وطن کو برطانیہ میں سکونت اختیار کرنے کیلئے بھی جبری شادی، بوگس شادی اور سہولت کی شادی کا سہارا لینا پڑتا ہے اس حوالے سے صرف برطانیہ میں ایک برس کے اندر چار سو فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اعداد وشمار کے مطابق گزشتہ سال 2712 بوگس شادیوں میں سے 51 فیصد جبری شادیاں تھیں۔ 2015 میں یہ تعداد 756 اور 2016 میں 413 تھی حکومت نے ایک قانون وضع کیا ہے جسکی رو سے مستقبل میں یورپ سے باہر سے آنے والے کسی بھی فرد کو یہاں شادی کیلئے اسپیشل سرٹیفکیٹ حاصل کرنا ہوگا، رجسٹرار، ہوم آفس کی انٹری کلیرنس یا دستاویز کے بغیر شادی سے انکار کرسکیں گے پچھلے برس تحقیقاتی ٹیم نے 60 شادیوں کو غیر قانونی قرار دے کر 110 افراد کو حراست میں لیا تھا۔ ان تحقیقاتی ٹیم اور امیگریشن حکام نے بوگس اور جبری شادیوں کے خلاف کارروائی شروع کردی ہے اور عین اس روز جب ہوم سیکرٹری نے رجسٹراروں کو اختیار دیا کہ وہ جعلی شادی رجسٹر کرنے سے انکار کرسکتے ہیں مختلف مقامات پر چھاپے مار کر دس افراد کو حراست میں لے لیا گیا تھا۔حکومت نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ سے غیر ملکیوں کی شادی ایک اسپیشل رجسٹر آفس کیا کرے گا جہاں شادی سے قبل جوڑے سے امیگریشن کے حوالے سے انٹرویو لیا جائے گا ایک رپورٹ کے مطابق لندن میں گزشتہ سال 21 فیصد شادیاں بوگس اور جعلی تھیں جو منظّم گروہ بیرون ملک سے مردوں کو بلا کر کرواتے ہیں رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ جعلی شادیاں ملک میں عام ہورہی ہیں اور دس ہزار پونڈ فی کس تک کی رقم وصول کی جاتی ہے۔میرج رجسٹراروں نے بھی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ انہیں مزید اختیارات دیئے جائیں جن کو استعمال کر کے وہ یہ بوگس شادیاں روک سکیں انہوں نے ہوم سیکرٹری سے مزید اختیارات کا مطالبہ کیا ہے تاکہ وہ کسی بھی (مشتبہ شادی) کو روک سکیں رجسٹراروں کی سوسائٹی کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ لندن میں ہر پانچ میں ایک شادی منظّم گروہ غیر قانونی تارکین وطن کے برطانیہ میں قیام کے لئے بھاری رقم کے عوض ترتیب دیتے ہیں بعض جوڑے یہ بات چھپانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو جانتے تک نہیں اور رجسٹرار اس صورت حال سے سخت اضطراب کا شکار ہیں تاہم برطانوی حکومت نے یہ بھی عندیہ دیا ہے کہ ہم سرمایہ کاروں، ورکروں، حقیقی طلبا اور دیگر ممالک سے دوستوں کی آمد روک نہیں سکتے اور نہ ہی ان کیلئے اس ملک کے دروازے بند کرسکتے ہیں لیکن ہم ایسے لوگوں جو برطانیہ میں داخل ہوکر بوگس شادی یا سہولت کی شادی کے ذریعے مستقل قیام کرنا چاہتے ہیں، کو روکنے کیلئے اپنے امیگریشن اور میرج رجسٹرق آفس کو مزید اختیار دینے کی پالیسی اپنا رہے ہیں۔

(بشکریہ: روزنامہ جنگ)

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

☜ آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا۔

جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔

☜ آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کرسکتے ہیں۔حقائق اچھی طرح سے تصدیق کر کے لکھیں۔

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر یا انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جاسکے۔

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق اپریل سے 23 مئی تک کے دوران ملک بھر میں 120 افراد نے خودکشی کی۔خودکشی کرنے والوں میں 48 خواتین شامل تھیں۔اسی عرصہ کے دوران 35 افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنھیں بروقت طبی امداد دے کر بچالیا گیا۔اقدام خودکشی کرنے والوں میں 18 خواتین شامل ہیں۔اعدادوشمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں 35 افراد نے گھریلو جھگڑوں ومسائل سے تنگ آکر اور ایک نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہوکر خودکشی کی۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26اپریل	۔	خاتون	40برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	بخشالی روڈ جہانزوڈاگ،مردان	درج	آج
26اپریل	گل صاحب خان	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	لنڈیواہ،سرائے نورنگ،لکی مروت	درج	آج
26اپریل	۔	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	۔	زہرخورانی	گاؤں چنھوں،چترال	درج	ایکسپریس
26اپریل	چنداں بی بی	خاتون	25برس	غیرشادی شدہ	۔	زہرخورانی	باٹاپور،لاہور	۔	جنگ
26اپریل	فرید	مرد	32برس	۔	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	گاؤں 124 سیون ای آر،میاں چنوں	۔	جنگ
26اپریل	محمد صدیق گجر	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	نہر میں کودکر	ڈیرہ گجراں،فاروق آباد	۔	دنیا
26اپریل	شفیق	مرد	42برس	۔	گھریلو جھگڑا	نہر میں کودکرد	شیخوپورہ	۔	نوائے وقت
26اپریل	عابد	مرد	۔	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	گوجرانوالہ	۔	نوائے وقت
27اپریل	ایاز	مرد	38برس	غیرشادی شدہ	۔	خودکو گولی مارکر	دلہ زاک روڈ،پشاور	درج	آج
27اپریل	ثناءاللہ	مرد	۔	غیرشادی شدہ	۔	خودکو گولی مارکر	پہاڑپور کوٹجانی،ڈی آئی خان	درج	آج
27اپریل	رحمان	مرد	19برس	غیرشادی شدہ	۔	خودکو گولی مارکر	سرداراحمد کالونی،پشاور	درج	آج
27اپریل	ثانیہ	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک15ایس پی،ساہیوال	۔	نوائے وقت
27اپریل	وکیل احمد	مرد	۔	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کوٹ محمدیار،چنیوٹ	۔	نوائے وقت
27اپریل	حمزہ خالد	مرد	۔	۔	۔	۔	موضع ہیلاں،پھالیہ	۔	جنگ
28اپریل	عرفان علی	مرد	۔	غیرشادی شدہ	۔	خودکو گولی مارکر	چک بلندی کاٹلنگ،مردان	درج	آج
28اپریل	رانی بی بی	خاتون	22برس	۔	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	شاہ جہان شہید ٹاؤن،ڈی آئی خان	درج	آج
28اپریل	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	کنوئیں میں کودکر	سیرٹ خیل،کرک	درج	ایکسپریس
29اپریل	امیرنواب	مرد	۔	غیرشادی شدہ	۔	پھندالے کر	ادنزئی شاہ عالم باباچکدرہ،دیرلوئر	درج	ایکسپریس
29اپریل	کوثر بی بی	خاتون	26برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	قصبہ مہتاب،اوکاڑہ	۔	جنگ
29اپریل	جاوید	مرد	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	حسین کالونی،پتوکی	۔	جنگ
29اپریل	مظہر	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	۔	پنڈی بھٹیاں،حافظ آباد	۔	جنگ
29اپریل	تنویر	مرد	28برس	۔	۔	خودکو گولی مارکر	کرشن نگر،لاہور	۔	جنگ
29اپریل	محمد وسیم	مرد	18برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ رادھاکشن،قصور	۔	جنگ
30اپریل	ر	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	سروکلے شبقدر چارسدہ	درج	آج
30اپریل	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	ذہنی معذوری	نہر میں کودکر	نواحی علاقہ ڈھمکی،وہاڑی	۔	نوائے وقت
30اپریل	صدام جعفری	مرد	16برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	حیدرآباد	۔	آواز
30اپریل	محمد یاسین	مرد	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	شاہدرہ،لاہور	۔	ایکسپریس
کیم مئی	خضرت حیات	مرد	31برس	شادی شدہ	۔	خودکو گولی مارکر	لالہ زار کالونی،پشاور	درج	آج
کیم مئی	فخرشاہ	مرد	17برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	۔	لدھیوالہ وڑائچ،گوجرانوالہ	۔	نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
کیم مئی	عامر	مرد	16برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوجرانوالہ	ـ	نوائے وقت
کیم مئی	ـ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گوجرانوالہ	ـ	نوائے وقت
کیم مئی	ذوالفقار	مرد	50برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	چناب نگر	ـ	نوائے وقت
کیم مئی	آصف	مرد	ـ	ـ	ـ	خود کو گولی مار کر	لالہ موسیٰ	ـ	نوائے وق
2مئی	ساجدہ	خاتون	16برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	رفاقت آباد، ساہیوال	ـ	دنیا
2مئی	ذوالفقار علی	مرد	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	کوٹ محمد یار، چنیوٹ	ـ	دنیا
2مئی	علی حیدر	مرد	16برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	نادر خان، نصیر آباد	ـ	دنیا
2مئی	فاطمہ بی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چاچڑاں شریف	ـ	دنیا
2مئی	غلام یاسین	خاتون	43برس	ـ	ـ	کنویں میں کود کر	حیدرآباد	ـ	دنیا
2مئی	صدف	خاتون	27برس	شادی شدہ	ـ	زہر خورانی	فیصل آباد	ـ	دنیا
2مئی	مدیحہ	خاتون	18برس	غیر شادی شدہ	ـ	زہر خورانی	فیصل آباد	ـ	دنیا
2مئی	خوشحال	مرد	18برس	غیر شادی شدہ	ـ	زہر خورانی	فیصل آباد	ـ	دنیا
2مئی	آصف عزیز	مرد	50برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گجرات	ـ	دنیا
2مئی	رئیس احمد	مرد	30برس	ـ	ـ	پھندا لے کر	سیالکوٹ	ـ	دنیا
3مئی	شبانہ بی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیکٹری ایریا، لاہور	ـ	نئی بات
3مئی	غلام یاسین	مرد	30برس	ـ	ـ	پھندا لے کر	لاہور	ـ	نئی بات
3مئی	محمد بابر	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک جھمرہ	ـ	نئی بات
3مئی	مزمل	مرد	ـ	شادی شدہ	ـ	پھندا لے کر	باغبانپورہ، لاہور	ـ	دنیا
3مئی	افتخار	مرد	32برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	بادامی باغ، لاہور	ـ	دنیا
3مئی	غلام مصطفیٰ	مرد	ـ	ـ	ـ	ٹرین تلے آ کر	مظہر فرید کالونی، صادق آباد	ـ	دنیا
3مئی	نبیلہ	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ہڑپہ	ـ	دنیا
3مئی	ـ	خاتون	50برس	ـ	ـ	ـ	ظاہر پیر	ـ	دنیا
3مئی	عاقب	مرد	22برس	ـ	ـ	زہر خورانی	پاک ٹاؤن	ـ	جنگ
3مئی	محمد اسد	مرد	ـ	شادی شدہ	ـ	زہر خورانی	سیالکوٹ	ـ	جنگ
3مئی	سمیرا	خاتون	25برس	غیر شادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندا لے کر	ہارون آباد	ـ	ایکسپریس
3مئی	عزیز احمد	بچہ	13برس	غیر شادی شدہ	ـ	پھندا لے کر	قصور	ـ	دنیا
04مئی	محمد عدیل	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	قصور	ـ	جنگ
04مئی	ـ	مرد	ـ	ـ	کاروبار سے دلبرداشتہ ہو کر	خود کو گولی مار کر	ـ	ـ	ڈان
05مئی	نصار احمد	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	خیر پور	ـ	ڈیلی ٹائمز
05مئی	قاسم	مرد	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	جوہر آباد	ـ	نوائے وقت
05مئی	عمران	مرد	35برس	ـ	ذہنی معذوری	خود کو گولی مار کر	ساہیوال	ـ	نوائے وقت
05مئی	ارسلان	مرد	ـ	ـ	ـ	زہر خورانی	ڈیرہ اسماعیل خان	ـ	نوائے وقت
05مئی	ـ	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	ـ	گاؤں ٹاہلی والا، گوجرانوالہ	ـ	جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
06 مئی	صباء شفیق	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	نارنگ منڈی، لاہور	۔	جنگ
06 مئی	افتخار احمد	مرد	۔	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	۔	۔	نوائے وقت
06 مئی	مذمل بی بی	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	شیخوپورہ	۔	جنگ
06 مئی	۔	خاتون	30 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خیر پور	۔	پاکستان ٹوڈے
5 مئی	ارسلان	مرد	25 برس	غیر شادی شدہ	زندگی سے دلبرداشتہ ہو کر	زہر خورانی	محلہ عالم شیر سٹی، ڈی آئی خان	درج	آج
6 مئی	محمد اسلام	مرد	20 برس	غیر شادی شدہ	۔	پھندا لے کر	دیر ٹاؤن ہوٹل، دیر اپر	درج	ایکسپریس
7 مئی	اختر نواز	مرد	۔	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	سرائے نورنگ، لکی مروت	درج	ایکسپریس
7 مئی	عثمان	مرد	19 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گڑھی عطاء محمد، پشاور	درج	آج
7 مئی	روبینہ	خاتون	32 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیصل آباد	۔	ایکسپریس ٹریبون
7 مئی	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	زہر خورانی	فیصل آباد	۔	ایکسپریس ٹریبون
7 مئی	محمد حسن	مرد	۔	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	۔	فیصل آباد	۔	ایکسپریس ٹریبون
7 مئی	۔	مرد	۔	۔	۔	خود کو گولی مار کر	گلستان جوہر، کراچی	۔	ڈان
7 مئی	عائشہ	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	میاں چنوں	۔	جنگ
7 مئی	فضیلت	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیصل آباد	۔	دی نیوز
7 مئی	محمد قاسم	مرد	18 برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سرگودھا	۔	ایکسپریس ٹریبون
7 مئی	رضیہ بی بی	خاتون	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیصل آباد	۔	جنگ
8 مئی	ریاض	مرد	45 برس	۔	بیماری سے دلبرداشتہ ہو کر	۔	نارنگ منڈی، لاہور	۔	ایکسپریس
8 مئی	نادیہ	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	۔	فیصل آباد	۔	دی نیوز
8 مئی	نسرین	خاتون	۔	۔	۔	خود کو گولی مار کر	کوثر نیازی کالونی، کراچی	۔	جنگ
9 مئی	جنت گل	مرد	۔	شادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندا لے کر	بینڈ پناہ کوٹ، دیر بالا	درج	آج
9 مئی	عدنان	مرد	16 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	اٹھارہ ہزاری، جھنگ	۔	ایکسپریس
9 مئی	بلاول	مرد	۔	۔	ذہنی معذوری	خود کو گولی مار کر	قائداعظم انڈسٹریل ایریا، لاہور	۔	ایکسپریس
9 مئی	عبدالغفار	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	۔	۔	ایکسپریس
9 مئی	اغفار	مرد	۔	۔	۔	زہر خورانی	شیخوپورہ	۔	ایکسپریس
9 مئی	عبدالستار	مرد	45 برس	۔	گھریلو حالات سے تنگ آ کر	نہر میں کود کر	فاروق آباد	۔	دنیا
9 مئی	محمد فیصل	مرد	18 برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	وزیر آباد	۔	س
9 مئی	ارم	خاتون	55 برس	۔	۔	پھندا لے کر	کراچی	۔	دنیا
9 مئی	جاوید	مرد	15 برس	غیر شادی شدہ	۔	خود کو گولی مار کر	ابراہیم حیدری	۔	دنیا
9 مئی	۔	خاتون	29 برس	شادی شدہ	۔	پھندا لے کر	بلوچنی، فیصل آباد	۔	دنیا
9 مئی	۔	مرد	30 برس	۔	۔	ٹرین تلے آ کر	شادپور	۔	ایکسپریس
10 مئی	مسماۃ (خ)	خاتون	15 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	طورو، مردان	درج	آج
11 مئی	وکیل	مرد	۔	۔	۔	خود کو گولی مار کر	کوٹکے رباط، دیر لوئر	درج	آج
11 مئی	بوٹا	مرد	35 برس	۔	ذہنی معذوری	پھندا لے کر	یوسف نگر، شیر اکوٹ	۔	جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
11 مئی	اسامہ	مرد	19برس	۔	۔	زہرخورانی	بہادرآباد	۔	نوائے وقت
11 مئی	اریشہ بی بی	خاتون	30برس	۔	۔	پھندالے کر	فیصل آباد	۔	نوائے وقت
11 مئی	۔	خاتون	17برس	غیرشادی شدہ	۔	زہرخورانی	گوجرانوالہ	۔	نوائے وقت
11 مئی	سدرہ	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	فریدوالا، 199 گ ب	۔	نوائے وقت
11 مئی	۔	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	۔	زہرخورانی	جلال آباد	۔	جنگ
11 مئی	نسیم بی بی	خاتون	۔	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	۔	دنیا
11 مئی	اقرا	خاتون	۔	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گوجرانوالہ	۔	دنیا
11 مئی	صائمہ	خاتون	18برس	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	جوہرآباد	۔	دنیا
11 مئی	نادیہ	خاتون	۔	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	جھنگ	۔	دنیا
12 مئی	سدرہ	خاتون	17برس	غیرشادی شدہ	۔	خودکوگولی مارکر	چک بلندی، کاٹلنگ، مردان	۔	آج
12 مئی	صابرہ	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	۔	خودکوگولی مارکر	جانی خیل، بنوں	۔	آج
13 مئی	اقراء	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	۔	خودکوگولی مارکر	متھرا، عاشق آباد، پشاور	۔	آج
17 مئی	(ح)	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	۔	پھندالے کر	فقیرآباد، قاضی کلے، پشاور	۔	ایکسپریس
19 مئی	شہزاد	مرد	۔	غیرشادی شدہ	ذہنی معذوری	خودکوگولی مارکر	گجرگڑھی، مردان	۔	آج
20 مئی	مسماۃ نامعلوم	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	پھندالے کر	گاؤں موری، چترال	۔	آج
20 مئی	بلال خان	مرد	25برس	غیرشادی شدہ	۔	خودکوگولی مارکر	گاؤں سربند، پشاور	۔	آج
21 مئی	مصباح	خاتون	۔	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	کاہنہ، لاہور	۔	نئی بات
21 مئی	ارم سلیمان	مرد	20برس	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	ڈی ٹائپ کالونی، فیصل آباد	۔	نئی بات
21 مئی	منور	مرد	۔	۔	۔	پھندالے کر	لاہور	۔	نئی بات
21 مئی	صفدرحسن	مرد	30برس	۔	کاروبار سے دلبرداشتہ ہوکر	۔	فیصل آباد	۔	دنیا
21 مئی	امانت	خاتون	۔	۔	۔	۔	خیرپور	۔	دی نیشن
22 مئی	زرمحمد	مرد	۔	غیرشادی شدہ	گھریلوجھگڑا	خودکوگولی مارکر	مردان	۔	آج
22 مئی	جاوید	مرد	۔	۔	۔	ٹرین تلے آکر	قصور	۔	جنگ
22 مئی	۔	خاتون	۔	۔	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	پھندالے کر	گوجرانوالہ	۔	جنگو
23 مئی	وقاص	مرد	۔	غیرشادی شدہ	۔	خودکوگولی مارکر	چولی پچگی، پشاور	۔	ایکسپریس
23 مئی	مسماۃ شائلہ	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	۔	خودکوگولی مارکر	فیزفورحیات آباد، پشاور	۔	آج

اقدام خودکشی:

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26اپریل	سمیرا	خاتون	۔	۔	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	گوجرانوالہ	۔	نوائے وقت
27اپریل	ارم شہزادی	خاتون	28برس	شادی شدہ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	چنیوٹ	۔	نئی بات
27اپریل	عبداللہ	مرد	45برس	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	جھنگ روڈ، چنیوٹ	۔	نئی بات

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
28اپریل	-	خاتون	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کاموکی	-	جنگ
کیم مئی	عابدہ بی بی	خاتون	-	-	-	زہرخورانی	فیصل کالونی، شاہدرہ	-	نوائے وقت
کیم مئی	محمد اعظم	مرد	25برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کاموکی	-	جنگ
2مئی	مقدس بی بی	خاتون	-	-	-	-	چاچڑاں، رحیم یارخان	-	دنیا
2مئی	سلھن مائی	خاتون	-	-	-	-	چاچڑاں، رحیم یارخان	-	دنیا
2مئی	مشرف علی	مرد	-	-	-	-	چاچڑاں، رحیم یارخان	-	دنیا
2مئی	محمد علی	مرد	-	-	-	-	چاچڑاں شریف، رحیم یارخان	-	نوائے وقت
2مئی	-	خواجہ سرا	-	-	گھریلو جھگڑا	-	خان گڑھ، رحیم یارخان	-	ایکسپریس
3مئی	ماریہ	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	باغبانپور، لاہور	-	دنیا
3مئی	آسیہ بتول	خاتون	-	-	-	زہرخورانی	رحیم یارخان	-	دنیا
3مئی	آمنہ	بچی	12برس	-	-	-	جناح پارک، رحیم یارخان	-	دنیا
3مئی	رافعہ	خاتون	-	-	-	-	بستی غریب شاہ، رحیم یارخان	-	دنیا
3مئی	شرم مائی	خاتون	22برس	-	-	-	جمالدین والی، رحیم یارخان		دنیا
3مئی	نسیم بی بی	خاتون	30برس	-	-	-	بہاولپور	-	دنیا
3مئی	فوزیہ پروین	خاتون	40برس	-	-	-	بہاولپور	-	دنیا
3مئی	عامر علی	مرد	17برس	-	-	-	میرپور ماتھیلو، گھوٹکی	-	دنیا
3مئی	محمد علی	مرد	24برس	-	-	-	میرپور ماتھیلو، گھوٹکی	-	جنگ
6مئی	رفعت	مرد	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	سرگودھا	-	ایکسپریس
6مئی	اللہ دتہ	مرد	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوجلاکر	رینالہ خورد، اوکاڑہ	-	دنیا
9مئی	سرور بی بی	خاتون	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	بچیکی	-	نئی بات
10مئی	الطاف	مرد	-	-	ریٹائرمنٹ نہ ملنے پر	-	پاکپتن	-	نوائے وقت
12مئی	نوید جوئیہ	مرد	-	-	-	-	پاکپتن	-	دی نیوز
13مئی	کوثر بی بی	خاتون	-	شادی شدہ	-	-	گوجرانوالہ	-	ڈیلی ٹائمز
14مئی	-	خاتون	-	-	-	زہرخورانی	گوجرنوالہ	-	جنگ
15مئی	-		-	-	-	-	لالیاں	-	جنگ
16مئی	علی شیر	مرد	28برس	-	-	زہرخورانی	نشتر کالونی، لاہور	-	مشرق
17مئی	شانی	مرد	16برس	-	گھریلو جھگڑا	-	-	-	ایکسپریس
18مئی	رفعت	خاتون	16برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کاہنہ، لاہور	-	جنگ
20مئی	اقبال	مرد	-	-	-	خودکوجلاکر	لودھراں	-	نوائے وقت
22مئی	ساویرہ	خاتون	33برس	-	-	زہرخورانی	گوجرانوالہ	-	جنگ
23مئی	عبدالرشید	مرد	46برس	-	گھریلو جھگڑا	-	وزیرآباد	-	جنگ
23مئی	سہیل	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	-	گوجرانوالہ	-	دی نیوز

تعلیم

نجی سکول کے پرنسپل کا طلباء کے والد پر تشدد

مــردان 12 مئی 2018 کو شیخ ملتون ٹاؤن میں نجی سکول کے پرنسپل نے دو طلباء کے والد کو سکول بلالیا اور مبینہ طور پر بچوں کے سامنے اسے مار مار کر زخمی کر دیا، مجروح عمیر خان نے پریس کلب میں صحافیوں کو بتایا کہ دینی جماعت سے تعلق رکھنے والے سکول پرنسپل نے مجھے سکول طلب کیا اور جب میں وہاں پہنچا تو پرنسپل نے کہا کہ آپ نے اپنا سکول کھول رکھا ہے لہذا میں تمہارے دونوں بچوں کو سکول سے نکال رہا ہوں میں نے بتایا کہ میرے بچے آٹھ سال سے آپ کے سکول میں پڑھ رہے ہیں اور آپ زبردستی میرے بچوں کو کس طرح نکال سکتے ہیں جس پر پرنسپل اور اس کے بھائی نے مجھ پر تشدد کر کے مجھے زخمی کر دیا۔

(روزنامہ آج)

بحریہ یونیورسٹی سے متنازع نوٹیفکیشن واپس لینے کا مطالبہ

اسلام آباد فیڈریشن آف آل پاکستان یونیورسٹی اکیڈمی اسٹاف ایسوسی ایشن (ایف اے پی یو اے ایس اے) نے بحریہ یونیورسٹی کی انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس نوٹیفکیشن کو کالعدم قرار دے جس میں لڑکے اور لڑکیوں کو بات چیت کے دوران 6 انچ کا فاصلہ برقرار رکھنے کی ہدایت کی گئی۔ واضح رہے کہ بحریہ یونیورسٹی کی انتظامیہ نے اپنے تینوں کیمپس کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں نوٹیفکیشن ارسال کیا تھا۔ نوٹیفکیشن میں طالب علموں کو ہدایت کی گئی کہ 'تمام طالب علم لباس کے حوالے سے واضع کردہ قوائد کی پابندی کریں، خلاف ورزی کرنے پر انتظامی قوانین کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی جبکہ لڑکے اور لڑکیاں بات چیت کے دوران ایک دوسرے سے 6 انچ کا فاصلہ رکھیں'۔ نوٹیکفیشن میں واضح کہا گیا کہ 'لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے کے جسم کو چھونے سے گریز کریں گے'۔ انتظامیہ کی جانب سے جاری نوٹیفکیشن سوشل میڈیا پر موضوع بحث بن گیا۔ ایف اے پی یو اے ایس اے کے صدر ڈاکٹر کلیم اللہ نے ڈان کو بتایا کہ نوٹیفکیشن غیر اہم اور طالب علموں کے لیے پریشانی کا سبب بن رہا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ 'دیگر جامعات میں بھی اس طرح کے تمام نوٹیفکیشن فوراً منسوخ کر دیئے جائیں'۔ ان کا کہنا تھا ہے کہ کردار سازی ضروری ہے لیکن اس طرح کے نوٹیفکیشن کے ذریعے ممکن نہیں۔ بحریہ یونیورسٹی کی ترجمان مہوش کامران نے نوٹیفکیشن کے حق میں جواز پیش کیا کہ 'مذکورہ نوٹس میں کچھ غلط نہیں ہے' اور 6 انچ کا فاصلہ برقرار رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ 6 انچ کا فاصلہ 'پرسنل اسپیس' ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ گزشتہ سال انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد نے نوٹیکفیشن جاری کیا تھا جس میں خواتین طالب علموں کو چست پینٹ، بغیر آستینوں والی شرٹ یا قمیض، ٹائٹس، کیپری پینٹ، میک اپ، جیولری اور ہائی ہیلز پہنے پر پابندی عائد کی تھی۔ اسلامک یونیورسٹی نے خواتین طالب علموں کو ہدایت کی تھی کہ وہ ٹخنے کو ڈھاپنے والی شلوار قمیض زیب تن کریں اور دوپٹہ اور اسکارف لازمی قرار دیا۔ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئج میں لیکچرار طاہر ملک نے کہا کہ ایسے دیگر تمام نوٹیفکیشن کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور جامعات کو کردار سازی پر توجہ دینا چاہیے۔ انہوں نے مزید کہا کہ '6 انچ کا فاصلہ برقرار رکھنا سمجھ سے بالاتر ہے، یونیورسٹی کس طرح 6 انچ کی پیمائش کرے گی لیکن یونیورسٹی میں تدریسی ماحول کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے'۔ طاہر ملک کا کہنا تھا کہ ہراساں کرنے کے واقعات کو محدود کرنے کے لیے کمیٹیاں تشکیل دی جانے چاہیے جبکہ ہائیر ایجوکیشن کمیشن (ایچ ای سی) خود ہدایت کرتا ہے کہ تعلیمی ادارے کمیٹیاں بنائیں لیکن ادارے خود ہی عملدرآمد کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ (بشکریہ ڈان)

گرلز سکول کی منتقلی کیخلاف مظاہرہ

نــوشــہــره 30 اپریل 2018 کو قوم کاکا خیل گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کی منتقلی کے خلاف سراپا احتجاج طالبات کے مشتعل والدین نے فرنیچر کی منتقلی کے وقت محکمہ تعلیم کے اہلکاروں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا، طالبات کے مستقبل سے کسی کو کھیلنے کی اجازت نہیں دے سکتے ان خیالات کا اظہار بیرسٹر میاں فیروز جمال شاہ کاکا خیل نے زیارت کاکا صاحب میں مشتعل مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کیا انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ کا تعلق حلقہ پی کے 64 سے ہے لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ زیارت کاکا صاحب وہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کو 5 کلومیٹر دور اعلیٰ آباد منتقل کرنے کا نوٹیفیکشن جاری کر دیا گیا ہے، جس کو ہم کسی صورت قبول نہیں کریں گے اور مشتعل عوام نے خود سکول سے فرنیچر کی منتقلی روک دی اور طالبات کے والدین نے اسی سکول میں اپنی بچیوں کو پڑھانے کی ٹھان لی ہے، انہوں نے مزید کہا کہ اگر سکول کی منتقلی کا فیصلہ واپس نہ لیا گیا تو اس سے خون خرابے کا ندیشہ پیدا ہوسکتا ہے جس کی تمام تر ذمہ داری صوبائی حکومت اور محکمہ تعلیم پر ہوگی۔

(روزنامہ آج)

لڑکیوں کے 2 سکولوں پر بموں سے حملے

شـمـالـی وزیرسـتـان 10 مئی 2018 کو پاکستان میں وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقے شمالی وزیرستان میں آپریشن ضرب عضب کے بعد پہلی مرتبہ لڑکیوں کے دو سکولوں کو بم دھماکوں میں نشانہ بنایا گیا ہے جبکہ ایک غیر معروف تنظیم کی طرف ایک پمفلٹ جاری کیا گیا جس میں لڑکیوں کے ہائی سکولوں کو بند کرنے کا کہا گیا ہے، مقامی صحافیوں کا کہنا ہے کہ شمالی وزیرستان کے بڑے تجارتی مرکز میر علی تحصیل کے علاقے ہسو خیل میں بدھ کی شب نامعلوم افراد کی جانب سے لڑکیوں کے ایک مڈل سکول کو بارودی مواد سے نشانہ بنایا گیا جس سے سکول کی بیرونی دیوار کو نقصان پہنچا ہے۔ (روزنامہ آج)

گرلز ہائی سکول کی عمارت کی فراہمی کے حق میں احتجاج

مـلاکـنـڈ 11 مئی 2018 کو گرلز ہائی سکول غریب آباد کیلئے عمارت کی فراہمی کے مطالبہ کے حق میں طالبات نے احتجاجی مظاہرہ کیا، گرلز مڈل سکول غریب آباد میں ہائی سکول کی طالبات کو منتقل کیا گیا ہے جبکہ ہائی سکول عمارت کو گرلز کالج کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے سکول طالبات کو شدید مشکلات کا سامنا ہے، طالبات کے مطابق سکول میں صرف پانچ کمرے ہیں، جبکہ اس میں داخل طالبات کی تعداد نو سو سے زیادہ ہے، سینکڑوں طالبات برآمدوں اور صحن میں کھلے آسمان تلے بیٹھنے پر مجبور ہیں، کل جمعہ کے روز سکول کی طالبات پشاور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس یحییٰ آفریدی کے دورہ سوات سے آگاہ ہوتے ہی سڑکوں پر نکل آئیں، ذرائع کے مطابق طالبات نے چیف جسٹس کو مین روڈ پر روک کر انہیں اپنی مشکلات سے آگاہ کرنا چاہتی تھیں تاہم ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر نعیم خان نے موقع پر پہنچ کر علاقہ مشران میاں عزیز الحق، انجام علی، شفیق حسرت، لیاقت سیماب، ملک ریاض، سمیت سکول انتظامیہ سے مذاکرات کر کے انہیں یقین دلایا کہ سکول میں سہولیات فراہم کر کے ہائی سکول عمارت انہیں واپس کرنے کی کوشش کی جائیگی جس پر علاقہ مشران اور طالبات نے ڈیڑھ مہینے کی مہلت دی۔ (روزنامہ مشرق)

صحت

ہسپتال میں ویکسین ناپید

دیر لوئر 5 مئی 2018 کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال تیمر گرہ میں لیشمینیا سیز کی ویکسین نایاب ہونے سے مریضوں مریضوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے، مارکیٹ سے بھی مذکورہ ویکسین غائب ہے، لواحقین مریض لشمینیا سیز ویکسین نہ ہونے کے باعث پشاور لانے پر مجبور ہیں، لوئر دیر سے تعلق رکھنے والے لیشمینیا سیز کے مریضوں کے لوحقین رحمت اللہ سواتی و دیگر نے میڈیا کے نمائندوں کو بتایا کہ تیمر گرہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال تیمر گرہ میں مذکورہ بیماری ک ویکسین نایاب ہے، ماہر امراض جلد ڈاکٹر ز مریضوں کو اس بیماری کے ویکسین تو تجویز کرتے ہیں لیکن یہ ویکسین نہ تو ہسپتال میں دستیاب ہے اور نہ ہی مارکیٹ میں ملتی ہے، مارکیٹ میں بمشکل یہ انجکشن ملتے ہیں ،ایک مریض کو کم از کم 20 انجکشن کی ضرورت ہوتئ ہے اور ایک ویکسین کی قیمت ایک ہزار سے بارہ سو روپے تک ہوتی ہے، لیکن وہ بھی بمشکل مارکیٹ میں ملتی ہے جو غریب عوام کی بس سے باہر ہے، غریب عوام نے وزیر اعلیٰ پرویز خٹک اور وزیر صحت سے مطالبہ کیا ہے کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال تیمر گرہ سمیت تمام ہسپتالوں کو لیشمینیا کی ویکسین فراہم کریں۔

(روزنامہ ایکسپریس)

اسلام آباد اور راولپنڈی میں پانی کا سنگین بحران متوقع

ٹیکسلا خان پور ڈیم میں پانی کی سطح کم ہونے کے بعد ڈیڈ لیول سے صرف 20 فیصد اوپر رہ گئی، جو اس بات کا اشارہ ہے کہ جڑواں شہروں راولپنڈی اور اسلام آباد کو پانی کے سنگین بحران کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ڈان اخبار کی رپورٹ کے مطابق پانی کے ذخائر کم ہونے پر حکام کی جانب سے خطرے کا اظہار کیا گیا اور کیپیٹل ڈیولپمنٹ اتھارٹی (سی ڈی اے) اور راولپنڈی میں کنٹونمنٹ بورڈز کو کہا گیا کہ وہ پانی کو محفوظ کرنا شروع کردیں۔اس حوالے سے ڈیم انتظامیہ کا کہنا تھا کہ پانی جمع کرنے والے علاقوں میں بارشیں نہ ہونے، گرم اور خشک موسم کے باعث پانی کے ذخائر میں بڑی حد تک کمی ہوئی۔ڈیم کے ایک عہدیدار عرفان خٹک نے ڈان کو بتایا کہ ڈیم میں پانی کے ذخائر ڈیڈ لیول سے صرف 20 فٹ اوپر ہیں اور اگر بارش نہیں ہوتی تو یہ پانی صرف ایک مہینے تک استعمال کیا جاسکے گا۔انہوں نے کہا کہ مختلف بینیفشر یز کو پانی کی فراہمی کے باعث یومیہ پانی کی سطح میں 0.10 فٹ کمی ہو رہی ہے۔انہوں نے بتایا کہ پانی کی یومیہ طلب 146 کیوسک ہے جبکہ اس کی رسائی اس سے کہی کم صرف 45 کیوسک یومیہ ہے۔ان کا کہنا تھا کہ ڈیم میں پانی کی سطح میں کمی کے باعث خیبر پختونخوا اور پنجاب میں آب پاشی کے لیے فراہم کیے جانے والے پانی میں بھی کمی ہوئی ہے۔چکوال کو پانی کی فراہمی کا منصوبہ تاحال مکمل نہ ہوسکا۔دوسری جانب چکوال شہر کو پانی کی فراہمی کے لیے میگا پروجیکٹ تاحال مکمل نہیں ہوسکا کیونکہ ترقی و منصوبہ بندی بورڈ نے نظرثانی شدہ لاگت کا تخمینہ منظور نہیں کیا۔اس بارے میں ڈان اخبار کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا کہ حکومتی اختلافات کے باعث رواں سال دسمبر میں مکمل ہونے والا اس منصوبے کا اب دسمبر 2020 میں مکمل ہونے کا امکان ہے۔خیال رہے کہ مئی 2013 میں ایک جلسے کے دوران وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ منتخب ہوئے تو چکوال شہر میں پینے کے پانی کا مسئلہ حل کردیں گے۔تاہم چکوال سے مسلم لیگ (ن) کی جانب سے 6 نشستیں جیتنے کے باوجود بھی عوام کے لیے پینے کے پانی کا مسئلہ حل نہیں ہوسکا۔اس حوالے سے ڈان کو حاصل شدہ دستاویزات کے مطابق ستمبر 2013 میں ایم این اے عفت لیاقت کی درخواست پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے شہر کو پانی کی فراہمی کے منصوبے کو آگے بڑھایا تھا۔بعدازاں مارچ 2014 میں پنجاب حکومت کی جانب سے اس منصوبے کو انتظامیہ طور پر منظور کیا گیا تھا اور اس منصوبے کی تفصیلی لاگت پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (پی ایچ ای) ڈپارٹمنٹ کے چیف انجینئر نے لگائی تھی۔54 کروڑ 76 لاکھ روپے کے اس منصوبے پر اسی سال مئی میں آغاز ہوگیا تھا جبکہ اس کی تکمیل رواں سال دسمبر تک ہونی تھی۔اس منصوبے میں خائی ڈیم سے 2 کیوسک جبکہ 16 ٹیوب ویل سے 4 کیوسک پانی لینا تھا، تاہم بھوئن، خائی اور شمس آباد کے رہائیشیوں نے ٹیوب ویل کی تنصیب اور پانی کی کمی کے باعث لاہور ہائی کورٹ میں درخواست دائر کردی تھی۔اس درخواست پر عدالت کی جانب سے متعلقہ انتظامیہ کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اس منصوبے میں تبدیلی کرے، جس کے بعد اس منصوبے کی لاگت 54 کروڑ 76 لاکھ روپے سے بڑھ کر ایک ارب 20 کروڑ روپے تک پہنچ گئی تھی۔

(بشکریہ ڈان)

پولیو انجکشن لگانے سے 3 بچے جاں بحق

پشاور 30 اپریل 2018 کو پشاور کے علاقے شاہین مسلم ٹاؤن میں مبینہ طور پر انسداد پولیو انجکشن لگانے سے 3 بچے جاں بحق اور 4 کی حالت غیر ہوگئی، محکمہ صحت نے بچوں کی ہلاکت کا نوٹس لیتے ہوئے تحقیقات شروع کردی ہیں جبکہ ایمرجنسی آپریشن سنٹر نے بچوں کی اموات کو پولیو ویکسی نیشن سے جوڑنے کی اطلاعات کو مسترد کیا ہے، شاہین مسلم ٹاؤن بوستان آباد میں گزشتہ روز مبینہ طور پر تین بچے انسداد پولیو انجکشن لگانے سے جاں بحق ہوئے ہیں، لواحقین کے مطابق بچوں کو گزشتہ شب پولیو سے بچاؤ کیلئے انجکشن لگایا گیا تھا رات کو بچوں کی حالت غیر ہوگئی جنہیں فوری طور پر ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں وہ جان کی بازی ہار گئے، جاں بحق ہونے والے بچوں کی نماز جنازہ اخون آباد میں ادا کردی گئی ہے، ادھر ایمرجنسی آپریشن سنٹر خیبر پختونخوا کے کوآرڈینیٹر عاطف رحمان نے بچوں کی اموات کی پولیو ویکسینیشن سے جوڑنے کی اطلاعات کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان میں استعمال ہونے والی پویو ویکسین محفوظ ترین ہے جس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں اب تک اس ویکسین کے ٹیکوں کی 1 کروڑ 10 لاکھ اور قطروں کی 10 ارب سے زائد خوراکیں دینے کے باوجود ملک بھر میں کہیں سے بھی اس ویکسین کے استعمال سے کسی قسم کاری ایکشن یا منفی اثرات سامنے نہیں آئے ہیں جبکہ کم و بیش دنیا کے تمام ممالک نے اسی ویکسین کے استعمال سے پولیو کا مکمل خاتمہ کیا، انہوں نے ان خیالات کا اظہار ایمرجنسی آپریشن سنٹر میں ایک ہنگامی پریس کانفرنس سے خطاب کے دوران کیا اس موقع پر ای پی آئی ڈائریکٹر ڈاکٹر اکرم شاہ، یونیسیف کے ڈاکٹر جوہر خان، بی ایم جی ایف کے ڈاکٹ امتیاز علی شاہ، انسداد پولیو کے صوبائی افسر ڈاکٹر علاؤالدین، ڈبلیو ایچ او کے ڈاکٹر عہدی ناصر اور دیگر اعلیٰ حکام بھی موجود تھے، ادھر محکمہ صحت حکومت خیبر پختونخوا عابد مجید نے فوری طور پر ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کی سربراہی میں ایک اعلیٰ سطحی تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی ہے جس میں ڈپٹی کمشنر پشاور کے نمائندہ اور 2 ماہرین امراض اطفال شامل ہیں، اس کمیٹی کو آئندہ 48 گھنٹوں کے اندر اندر اپنی رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، ایمرجنسی آپریشن سنٹر نے مزید کہا کہ 23 اپریل سے پشاور میں شروع ہونے والی خصوصی انسداد پولیو مہم کے دوران اب تک شاہین مسلم ٹاؤن یونین کونسل کے 2781 بچوں سمیت پشاور بھر میں 1 لاکھ 86 ہزار 4 سو 59 بچوں کو پولیو ویکسین کے ٹیکے لگائے گئے ہیں جس کے دوران پشاور بھر میں کہیں سے بھی ری ایکشن یا منفی اثرات کی اطلاع نہیں ملی۔

(روزنامہ آج)

ٹانک میں 22 ٹیوب ویل کے باوجود سیلابی پانی کی سپلائی

ٹانک 26 مئی 2018 کو ٹانک میں 22 ٹیوب ویلوں کے باوجود ماہ صیام میں شہریوں کو مضر صحت سیلابی پانی کی سپلائی جاری ہے، حکومت نے عوام کو پینے کے صاف پانی کی فراہمی کیلئے شہر اور گرد نواح میں کروڑوں روپے کی خطیر رقم خرچ کر کے 22 سے زائد ٹیوب ویل نصب کئے مگر یہاں کے ذمہ داروں نے عوام کو پینے کے صاف پانی سے محروم کر رکھا ہے، زمانہ قدیم سے کھلے ندی نالوں مُس جاری سیلابی پانی کی بغیر صفائی کئے سپلائی جاری ہے، روزدار اس مضر صحت پانی کو پینے کے استعمال کے ساتھ ساتھ دیگر ضروریات کیلئے بھی استعمال کرتے ہیں، حشرات سے بھرپور پانی کے استعمال مکین پیٹ کے موذی امراض میں مبتلا ہو گئے ہیں جبکہ شہر کے متعدد محلے اس گندے پانی سے بھی محروم ہیں شہری سماجی و سیاسی تنظیموں کے عہدیداروں نے شہر بھر میں نصب ٹیوب ویلوں کی بندش کی اعلیٰ سطح تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔

(روزنامہ مشرق)

مفت علاج نہ ہونے پر نوجوان نے بہن کے علاج کیلئے ہاتھ پھیلا دیا

پشاور 11 مئی 2018 کو خیبر پختونخواہ کے علاقہ بنوں لکی سے تعلق رکھنے والے جووان قسمت گل نے حکومتی اداروں اور صحت انصاف کارڈز سے مایوس ہو کر اپنی بہن مسماۃ نور جہاں کے علاج معالجے کیلئے شہریوں کے سامنے ہاتھ پھیلا دیا، پشاور پریس کلب کے سامنے چارپائی پر پڑی مریضہ حسرو یاس کی تصویر بنی رہی متاثرہ خاتون کا بے بس بھائی ہر کسی سے ہمشیرہ کی زندگی بچانے کی فریاد کرتا رہا لیکن صوبے مُس صحت کے شعبے میں انقلاب لانے کی باتیں کرنے والوں کی کانوں پر جوں تک نہیں رینگی مریضہ کی حالت نے خیبر پختونخوا کی سرکاری ہسپتالوں میں غریب مریضوں کے علاج معالجے کی سہولیات کی قلعی کھول دی، مریضہ کے بھائی کا کہنا تھا کہ اپنی ساری جمع پونجی بہن کے علاج معالجے پر خرچ کر دی ہے لیکن ابھی تک وہ ٹھیک نہیں ہوئی ہے جبکہ گھر میں فاقوں نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں، انہوں نے گورنر، وزیر اعلیٰ پرویز خٹک، صوبائی وزیر صحت اور دیگر مخیرّ حضرات سے مالی معاونت اور بہن کے علاج کی اپیل کی ہے۔

(روزنامہ مشرق)

ہسپتال میں ویکسین ناپید، مریض رل گئے

دیر لوئر 5 مئی 2018 کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال تیمر گرہ میں لیشمینیا سیز کی ویکسین نایاب ہونے سے مریضوں مریضوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے، مارکیٹ سے بھی مذکورہ ویکسین غائب ہے، لواحقین مریض لشمینیا سیز ویکسین نہ ہونے کے باعث پشاور لانے پر مجبور ہیں، لوئر دیر سے تعلق رکھنے والے لیشمینیا سیز کے مریضوں کے لوحقین رحمت اللہ سواتی و دیگر نے میڈیا کے نمائندوں کو بتایا کہ تیمر گرہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال تیمر گرہ میں مذکورہ بیماری ک ویکسین نایاب ہے، ماہر امراض جلد ڈاکٹر ز مریضوں کو اس بیماری کے ویکسین تو تجویز کرتے ہیں لیکن یہ ویکسین نہ تو ہسپتال میں دستیاب ہے اور نہ ہی مارکیٹ میں ملتی ہے، مارکیٹ میں بمشکل یہ انجکشن ملتے ہیں، ایک مریض کو کم از کم 20 انجکشن کی ضرورت ہوتئ ہے اور ایک ویکسین کی قیمت ایک ہزار سے بارہ سو روپے تک ہوتی ہے، لیکن وہ بھی بمشکل مارکیٹ میں ملتی ہے جو غریب عوام کی بس سے باہر ہے، غریب عوام نے وزیر اعلیٰ پرویز خٹک اور وزیر صحت سے مطالبہ کیا ہے کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال تیمر گرہ سمیت تمام ہسپتالوں کو لیشمینیا کی ویکسین فراہم کریں۔

(روزنامہ ایکسپریس)

سہولیات کا فقدان، برادری کا مظاہرہ

خیبر ایجنسی 8 مئی 2018 کو لنڈی کوتل بازار میں تاجر برادری نے سہولیات فقدان کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا، احتجاجی مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے امجد شنواری، صفی اللہ شنواری اور سلمان شنواری نے کہا کہ لنڈی کوتل بازار گزشتہ تین سالوں سے بجلی سے محروم ہے جو سراسر ظلم اور ناانصافی ہے، بجلی کی عدم موجودگی کے باعث تاجروں کی اندگی محال ہوگئی ہے اس کے علاقہ پانی ناپید ہے، پینے کیلئے صاف پانی ملنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

(روزنامہ آج)

معذور فنکاروں کا اعزازیہ میں نظر انداز کرنے کے خلاف احتجاج

پشاور 10 مئی 2018 کو میوزک ویلفیئر سوسائٹی نے چیف جسٹس آف پاکستان سے خیبر پختونخوا حکومت کی جانب سے فنکاروں کو مختص کردہ فنڈز کے غیر منصفانہ طریقے سے تقسیم کا نوٹس لینے اور معذور فنکاروں کی دادرسی کا مطالبہ کیا ہے، میوزک ویلفیئر سوسائٹی اور دیگر فنکاروں نے پشاور پریس کلب کے سامنے حکومت اور کلچر ڈائریکٹوریٹ کی جانب سے فنکاروں کو مختص فنڈ کی غیر منصفانہ طریقے سے تقسیم کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا، مظاہرین کا کہنا تھا کہ فنکاروں کیلئے مختص فنڈز میں سفارشی لوگوں کو شامل کیا گیا ہے جو سراسر زیادتی ہے اور مستحق فنکاروں کے حق پر ڈاکہ ہے انہوں نے چیف جسٹس سے مطالبہ کیا کہ وہ اس فنڈز کی تقسیم کا از خود نوٹس للیں اور مستحق فنکاروں کو ان کا حق دلا دیں۔

(روزنامہ مشرق)

طبی امداد نہ ملنے پر ایک شخص کی ہلاکت کیخلاف مظاہرہ

دیر لوئر 9 مئی 2018 کو میریض کو بروقت طبی امداد نہ ملنے پر ایک شخص کی ہلاکت کے خلاف لواحقین نے پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا، ادینزئی کے علاقہ اسبنڑ، خواص سے تعلق رکھنے والے نور ہم جان ولد لاجبر کی لاش کو ورثاء نے چکدرہ پریس کلب کے سامنے روڈ پر رکھتے ہوئے احتجاجی مظاہرہ کیا، مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے جاں بحق نور ہم جان کے بھائی ظاہر شاہ نے الزام لگایا کہ انہوں نے اپنے مریض بھائی کو صبح سویرے آر ایچ سی اسبنڑ اور پھر گل آباد چکدرہ لے جایا گیا لیکن کہیں بھی ڈاکٹر موجود تھا نہ ہی سہولیات جس کی وجہ سے ان کا مریض دم توڑ گیا، دوسری جانب ٹی ایچ کیو ہسپتال کے ترجمان نے موقف دیتے ہوئے کہا کہ صبح 7:40 بجے جب نور ہم جان کو ہسپتال لایا گیا تو وہ پہلے ہی فوت ہو چکا تھا۔

(روزنامہ آج)

قانون نافذ کرنے والے ادارے

ٹارگٹ کلنگ کے خلاف دھرنا

شمالی وزیرستان 14 مئی کوشمالی وزیرستان میں جاری حالیہ ٹارگٹ کلنگ کے خلاف یوتھ آف وزیرستان کے تحت میر علی کے تمام قبیلوں کا احتجاجی دھرنا دوسرے روز بھی جاری رہا جبکہ دھرنے کے سینکڑوں شرکاء نے میر علی چوک میں رات بھی جاگ کر گزاری ۔ دھرنے کے شرکاء کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے ، گزشتہ روز میر علی اور میرانشاہ میں ٹارگٹ کلنگ کے مسلسل تین واقعات کے بعد میر علی کے مختلف قبائلی نوجوانوں اور مشران کا دھرنا اور احتجاجی مظاہرہ یوتھ آف وزیرستان نامی تنظیم کی قیادت میں میر علی چوک میں دوروز سے جاری ہے جس کی سربراہی یوتھ کے صدر نور اسلام داوڑ کر رہے ہیں، مظاہرین نے میر علی کے مین چوک میں گزشتہ دوروز سے دھرنا دیا ہےاور میرانشاہ بنوں روڈ کے علاوہ نوتعمیر شدہ میر علی بازار کو بھی مکمل طور پر شٹر ڈاؤن کیا گیا ہے، دھرنے کے شرکاء نے پیر کی رات کو بھی دھرنا جاری رکھا اور ساری رات جاگ کر گزاری جو کہ شمالی وزیرستان کی تاریخ کا اپنی نوعیت کا پہلا احتجاجی دھرنا ہے، دھرنے کے شرکاء حکومت سے قاتلوں کو بے نقاب کرنے ،انہیں سزا دینے اور عوام کو مکمل تحفظ دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

(روزنامہ مشرق)

ایلیٹ فورس اہلکاروں کا ڈرائیور پر تشدد

دیراپر 24 مئی 2018 کو دیر بالا بی بیوڑ میں ایلیٹ فورس اہلکاروں نے ڈرائیور پر بدترین تشدد کیا جس سے وہ زخمی ہوگیا اسے تیمرگرہ ہسپتال منتقل کر دیا گیا، واقعات کے مطابق شوچ کے مقام پر ایلیٹ فورس کی موبائل گاڑی اور فیلڈر گاڑی میں معمولی تصادم ہوا جس سے ایلیٹ فورس موبائل کا سائیڈ شیشہ ٹوٹ گیا جس پر ایلیٹ فورس اہلکاروں نے فیلڈر ڈرائیور شاہ نسیم ولد گل عظیم پر تشدد کر کے اسے بری طرح زخمی کر دیا، ڈرائیور کو ڈی ایچ کیو ہسپتال تیمرگرہ منتقل کر دیا گیا جہاں اس کی حالت خطرے سے باہر بتائی جا رہی ہے، واقعہ کیخلاف بی بیوڑ میں ڈرائیورز اور تاجروں نے شدید احتجاج کرتے ہوئے دیر چترال شاہراہ بند کر دی ، مظاہرین نے تشدد میں ملوث اہلکاروں کیخلاف کاروائی کا مطالبہ کیا ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

شہریوں کو پکڑ کر لاپتہ کرنا عالمی قوانین کی سنگین خلاف ورزی ہے

حیدرآباد 12 اپریل کو تنظیم رائٹس ناؤ پاکستان کے سربراہ ایڈوکیٹ علی پلھ نے کہا ہے کہ سندھ کے مختلف اضلاع سے کافی لوگ لاپتہ ہیں اوران کے لواحقین کو یہ علم نہیں کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہیں جبکہ ریاست کی تین ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری شہریوں کا تحفظ بھی ہے، بدین سے علی رضا جروار، علی احمد بگھیو، حیدر کھوسو، شادی سومرو، عزیز امحد گرگیز، لاڑکانہ سے خادم آریجو، کوٹ سے حید لاہور، خیر پور میرس سے محمد ایوب کاندھڑ واورنگر چنا کو لاپتہ کر دیا گیا ہے۔جن کا اب تک کچھ پتہ نہیں چل سکا ہے۔کسی بھی شہری کو پکڑ کر لاپتہ کرنا ملک کے آئین اور قانون کی یہی نہیں بلکہ عالمی قوانین کی بھی سنگین خلاف ورزی ہے اور عدلیہ میں اس طرح کے کیسوں کی سنوائی سست رفتاری سے ہونے کے سبب گمشدہ افراد کے لواحقین مایوسی کا شکار ہیں۔حیدرآباد پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے انہوں نے حکومت سے اپیل کی کہ وہ لاپتہ افراد کے حوالے سے اقوام متحدہ کے قانون کی پاسداری کرے اور ریاست لاپتہ افراد کی بازیابی کے لیے قانونی مدد اور سندھ سے لاپتہ کئے گئے تمام لوگوں کو فوری طور پر ظاہر کر کے رہا کرائے۔اس موقع پر گمشدہ افراد کے لواحقین سورٹھ لوہار، غلام رسول اور سومار سومرو سمیت دیگر بھی موجود تھے۔

(لالہ عبدالحلیم)

پولیس کے ظلم سے تحفظ فراہم کیا جائے

پشاور 5 مئی 2018 کو مومن غاؤن کے رہائشی ممتاز حسین ولد محمد عارف نے چیف سیکرٹری، آئی جی خیبر پختونخوا اور دیگر حکام بالا سے اپیل کی ہے کہ اسے پولیس کے ظلم سے تحفظ فراہم کیا جائے ، انہوں نے کہا کہ ایک شریف شہری ہوں ، وراثت میں ملی دشمنی کے باعث اسلحہ رکھنا مجبوری ہے لیکن پولیس مخالفین کے ایماء پر اس سے زیادتی کا نشانہ بنا رہی ہے، دس مارچ کو اہلخانہ کے ہمراہ جا رہا تھا کہ گلبہار پولیس نے جی ٹی روڈ پر روک کر تھانے چلنے کو کہا، تھانہ کے باہر خواتین کو گاڑی میں چھوڑ کر اندر گئے تو ایس ایچ او ملنے سے انکاری ہوگیا، سڑک پر خواتین ہمارا انتظار کرتی رہیں، اسلحہ کے تمام قانونی کاغذات ہونے کے باوجود ایس ایچ او گلبہار نے رائفل روک کر میرے بیٹے کے خلاف مقدمہ درج کر کے جیل بھیج دیا، اسی سبب میرا بیٹا بارہویں کا امتحان بھی نہ دے سکا اور اس کا قیمتی سال ضائع ہوگیا، کچھ عرصہ بعد مقامی مسجد میں تفسیر کا پروگرام تھا، انتظامی امور سرانجام دینے کے بعد بیٹوں اور اہل علاقہ کے ہمراہ گھر جا رہا تھا کہ پہاڑی پورہ پولیس نے گھر کے قریب تقریباً ساڑھے بارہ بجے روک کر اسلحہ کی بابت معلوم کیا، تمام دستاویزات فراہم کیں لیکن ہمیں تھانہ میں بند کر دیا گیا۔علاقہ مشران کی مداخلت پر اسلحہ ضبط کر کے ہمیں چھوڑ دیا دیا گیا، دوسری صبح اسلحہ لینے گئے تو معلوم ہوا کہ گلبہار پولیس کی طرح پہاڑی پورہ پولیس نے بھی زیادتی کرتے ہوئے ہمارے خلاف مقدمہ درج کرلیا ہے۔ممتاز حسین نے حکام بالا سے اپیل کی کہ پولیس کی جانبداری کا نوٹس لیکر انہیں انصاف فراہم کیا جائے اور مستقبل میں پولیس کی جانبداری سے بچایا جائے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

صحافی کے دفتر پر مسلح افراد کی فائرنگ

لکی مروت 9 مئی 2018 کو مقامی صحافی لیاقت صیام کے دفتر پر نامعلوم افراد کی مبینہ فائرنگ دفتری سامان کو نقصان پہنچا ، لکی شہر میں مین اڈے پر واقع دفتر پر نامعلوم افراد کی جانب سے کی جانے والی فائرنگ سے دروازے، شیشے اور دیگر سامان کو نقصان پہنچا، صحافی لیاقت صیام کے مطابق ان پر پہلے بھی قاتلانہ حملہ ہو چکا ہے اور ان کے گھر ڈکیتی کی واردات بھی ہوئی تھی جن میں ملوث ملزمان کا تاحال سراغ نہیں لگایا جا سکا۔

(روزنامہ آج)

سیکورٹی فورسز کی زیر حراست 62 سالہ قیدی جیل میں دم توڑ گیا

سوات 9 مئی 2018 کو سیکورٹی فورسز کی زیر حراست 62 سالہ قیدی بیماری کی وجہ سے سب جیل میں انتقال کر گئے، محمد شعیب ساکن منجہ تحصیل کبل کو سیکورٹی نے 2012ء میں شدت پسندی کے الزام میں گرفتار کیا تھا، محمد شعیب فورسز کی گلی باغ سب جیل میں قید تھا کہ گزشتہ روز بیماری کی وجہ سے ان کو ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں وہ انتقال کر گئے۔

(روزنامہ مشرق)

Human Rights Commission of Pakistan

جہد حق Monthly JEHD-E-HAQ

08جون2018،اسلام آباد: 'فاٹا اصلاحات کا جائزہ' کے عنوان سے ایک مشاورت

26 مئی 2018،کوئٹہ: 'بلوچستان میں اقلیتوں کے حقوق:فرقہ وارانہ کشیدگی کی روک تھام' پرایک مشاورتی تقریب کا اہتمام کیا گیا

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107۔ ٹیپو بلاك، نیوگارڈن ٹائون، لاہور

فون : 35838341-35864994 فیکس : 35883582

ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ : www.hrcp-web.org

پرنٹر: مکتبہ جدیدپریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15